﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ ﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ﴾(آل عمران:74) ﴿......عَسٰى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اسرائیل:80)

ہفت روزہ
الفضل
انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :– نصیر احمد قمر

جلد 17
جمعۃ المبارک 03 دسمبر 2010ء
26 ذی الحج 1431 ہجری قمری ❁ 03 فتح 1389 ہجری شمسی
شمارہ 49

وضوء کی حقیقی حفاظت

حضرت امام مالکؒ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
”تم استقامت اختیار کرو مگر تم ہرگز اس کا حق ادا نہیں کر سکتے۔ اس لئے اعمال صالحہ بجالاؤ اور تمہارے اعمال میں سے سب سے بہترین عمل نماز ہے۔ (مگر یاد رکھو) وضوء کی حفاظت صرف مومن ہی کرتا ہے)۔

(بخاری کتاب الصلوٰۃ)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام﴾

وہ لوگ جو نُور قلب رکھتے ہیں، جن کو اسلام کے ساتھ محبت اور تعلق ہے اور زمانہ کے حالات سے آشنا ہیں ان کو تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ یہ وقت کسی عظیم الشان مصلح کا وقت ہے۔

اس وقت میرے مامور ہونے کی بہت سی شہادتیں ہیں۔ اندرونی شہادت، بیرونی شہادت، صدی کے سر پر مجدد کی نسبت حدیث صحیح، اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ کا وعدۂ حفاظت اور سورۂ نور میں وعدہ استخلاف۔

موسوی سلسلہ اور محمدی سلسلہ میں مشابہت تامہ ہے۔ اس مماثلت کے لحاظ سے کم از کم اتنا تو ضروری ہے کہ چودھویں صدی میں ایک خلیفہ اسی رنگ وقوت کا پیدا ہو جو مسیح سے مماثلت رکھتا ہو اور اس کے قلب اور قدم پر ہو۔

”بعض لوگ ایسے دیکھے جاتے ہیں جو کہتے ہیں کہ حفاظت کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ وہ سخت غلطی کرتے ہیں۔ دیکھو جو شخص باغ لگاتا ہے یا عمارت بناتا ہے تو کیا اس کا فرض نہیں ہوتا یا وہ نہیں چاہتا کہ اس کی حفاظت اور دشمنوں کی دست برد سے بچانے کے لئے ہر طرح کوشش کرے؟ باغات کے گرد کیسے کیسے احاطے حفاظت کے لئے بنائے جاتے ہیں اور مکانات کو آتشزدگیوں سے بچانے کے لئے نئے نئے مصالحے تیار ہوتے ہیں اور بجلی سے بچانے کے لیے تاریں لگائی جاتی ہیں۔ یہ امور اس فطرت کو ظاہر کرتے ہیں جو بالطبع حفاظت کے لئے انسانوں میں ہے۔ پھر کیا اللہ تعالیٰ کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ اپنے دین کی حفاظت کرے؟ بے شک حفاظت کرتا ہے اور اس نے ہر بلا کے وقت اپنے دین کو بچایا ہے۔ اب بھی جب کہ ضرورت پڑی اس نے مجھے اسی لئے بھیجا ہے۔ ہاں یہ امر حفاظت کا مشکوک ہوسکتا یا اس کا انکار ہوسکتا تھا اگر حالات اور ضرورتیں اس کی مؤید نہ ہوتیں۔ مگر کئی کروڑ کتابیں اسلام کے ردّ میں شائع ہو چکی ہیں اور ان اشتہاروں اور دو ورقہ رسالوں کا تو شمار ہی نہیں جو ہر روز اور ہفتہ وار اور ماہوار پادریوں کی طرف سے شائع ہوتے ہیں۔ ان گالیوں کو اگر جمع کیا جاوے جو ہمارے ملک کے مرتد عیسائیوں نے سید المعصومین صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کی پاک ازواج کی نسبت شائع کی ہیں تو کئی کوٹھے ان کتابوں سے بھر سکتے ہیں اور اگر ان کو ایک دوسرے سے ملا کر رکھا جائے تو وہ کئی میل تک پہنچ جائیں۔ عماد الدین، صفدر علی اور شائق وغیرہ نے جیسی تحریریں شائع کی ہیں وہ کسی پر پوشیدہ نہیں۔ عماد الدین کی تحریروں کے خطرناک ہونے کا بعض انصاف پسند عیسائیوں کو بھی اعتراف ہے۔ چنانچہ لکھنؤ سے جو ایک اخبار شمس الاخبار نکلا کرتا تھا اس میں اس کی بعض کتابوں پر یہ رائے لکھی گئی تھی کہ اگر ہندوستان میں پھر کبھی غدر ہوگا تو ایسی تحریروں سے ہوگا۔ ایسی حالتوں میں بھی کہتے ہیں کہ اسلام کا کیا بگڑا ہے۔ اس قسم کی باتیں وہ لوگ کر سکتے ہیں جن کو یا تو اسلام سے کوئی تعلق اور درد نہیں اور یا وہ لوگ جنہوں نے حجروں کی تاریکی میں پرورش پائی ہے اور ان کو باہر کی دنیا کی کچھ خبر نہیں ہے۔ پس ایسے لوگ اگر ہیں تو ان کی کچھ پروا نہیں۔ ہاں وہ لوگ جو نور قلب رکھتے ہیں جن کو اسلام کے ساتھ محبت اور تعلق ہے اور زمانہ کے حالات سے آشنا ہیں ان کو تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ یہ وقت کسی عظیم الشان مصلح کا وقت ہے۔

غرض اس وقت میرے مامور ہونے کی بہت سی شہادتیں ہیں۔ اول۔ اندرونی شہادت، دوم بیرونی شہادت، سوم صدی کے سر پر مجدد کی نسبت حدیث صحیح۔ چہارم۔ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ (الحجر:10) کا وعدہ حفاظت۔

اب پانچویں اور زبردست شہادت میں اور پیش کرتا ہوں اور وہ سورہ نُور میں وعدہ استخلاف ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ وعدہ فرماتا ہے وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ (النور:56) اس آیت میں وعدہ استخلاف کے موافق جو خلیفے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سلسلہ میں ہوں گے وہ پہلے خلیفوں کی طرح ہوں گے اسی طرح قرآن شریف میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مثیل موسیٰ فرمایا گیا ہے جیسے فرمایا: اِنَّآ اَرْسَلْنَآ اِلَيْكُمْ رَسُوْلًا شَاهِدًا عَلَيْكُمْ كَمَآ اَرْسَلْنَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا (المزمل:16) اور آپ مثیل موسیٰ استثناء کی پیشگوئی کے موافق بھی ہیں۔ پس اس مماثلت میں جیسے كَمَا کا لفظ فرمایا گیا ہے ویسے ہی سورہ نور میں كَمَا کا لفظ ہے۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کے موسوی سلسلہ اور محمدی سلسلہ میں مشابہت اور مماثلت تامہ ہے۔ موسوی سلسلہ کے خلفاء کا سلسلہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر آ کر ختم ہو گیا تھا۔ اور وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد چودھویں صدی میں آئے تھے۔ اس مماثلت کے لحاظ سے کم از کم اتنا تو ضروری ہے کہ چودھویں صدی میں ایک خلیفہ اسی رنگ وقوت کا پیدا ہو جو مسیح سے مماثلت رکھتا ہو اور اس کے قلب اور قدم پر ہو۔ پس اگر اللہ تعالیٰ اس امر کی اَور دوسری شہادتیں اور تائیدیں نہ بھی پیش کرتا تو یہ سلسلہ مماثلت بالطبع چاہتا تھا کہ چودھویں صدی میں عیسوی بروز آپؐ کی اُمّت میں ہو ورنہ آپؐ کی مماثلت میں معاذ اللہ ایک نقص اور ضعف ثابت ہوتا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے نہ صرف اس مماثلت کی تصدیق اور تائید فرمائی بلکہ یہ بھی ثابت کر دکھایا کہ مثیل موسیٰ، موسیٰ سے اور تمام انبیاء علیہم السلام سے افضل تر ہے۔

حضرت مسیح علیہ السلام جیسے اپنی کوئی شریعت لے کر نہ آئے تھے بلکہ توریت کو پورا کرنے آئے تھے اسی طرح پر محمدی سلسلہ کا مسیح اپنی کوئی شریعت لے کر نہیں آیا بلکہ قرآن شریف کے احیاء کے لئے آیا ہے اور اس تکمیل کے لئے آیا ہے جو تکمیل اشاعت ہدایت کہلاتی ہے“۔

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 359-361 جدید ایڈیشن)

کہاں ممکن ترے فضلوں کا اِرقام

جماعت احمدیہ کی حقانیت، خلافت احمدیہ کی برکات، سلام احمدیت کے حق میں اللہ تعالیٰ کی تائید ونصرت، اور رؤیاء وکشوف کے ذریعہ احمدیت کی صداقت کی طرف ہدایت کے نہایت دلچسپ اور غیر معمولی عظمت کے حامل ایمان افروز واقعات

(عبدالماجد طاہر۔ ایڈیشنل وکیل التبشیر ۔ لندن)

(تیسری قسط)

اللہ تعالیٰ کے فضل سے دنیا بھر میں احمدیت کے حق میں خداتعالیٰ کی تائید ونصرت کی ہوائیں چل رہی ہیں اور سعید فطرت لوگ احمدیت کی صداقت کی طرف کھنچے چلے آتے ہیں۔ اسی سلسلہ میں بعض ایمان افروز واقعات ہدیہ قارئین ہیں:

۞......مکرم امیر صاحب ناروے اپنی 2004ء کی رپورٹ میں لکھتے ہیں کہ حضور انور کا خطبہ جمعہ فرمودہ 7رمئی 2004ء ٹی وی اسلام احمدیہ ناروے نے نشر کیا تو ایک غیراز جماعت دوست نے فون کیا اور ملنے کی خواہش کی۔ ملاقات پر انہوں نے بتایا کہ خطبہ جمعہ سن کر ان میں ایک نمایاں تبدیلی پیدا ہوئی ہے اور ان کی دنیا ہی بدل گئی ہے۔ انہیں 'دعوت الامیر' اور چند دوسری کتب دیں۔ چند دنوں کے بعد انہوں نے بیعت کے لئے اصرار کیا۔ ان پر واضح کر دیا گیا کہ قبول احمدیت مسلسل قربانی کا نام ہے ۔ جس پر انہوں نے کہا کہ محض خدا کی خاطر اس صداقت کو اپنانا چاہتے ہیں۔ چنانچہ وہ بیعت کر کے جماعت احمدیہ میں شامل ہوگئے۔

۞......مکرم الحسن بشیر صاحب مبلغ گیانا اپنی 2004ء کی رپورٹ میں ایک دوست مکرم اسماعیل محمد صاحب کی بیعت کا واقعہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ یہ صاحب گیانا میں شیعوں کے امام تھے اور مجتہد کے مقام تک پہنچ چکے تھے۔ ان کو ٹی وی پروگرام کی وجہ سے جماعت کا تعارف ہوا۔ گزشتہ سال جلسہ سالانہ گیانا کی تیاری کے دوران وہ مشن ہاؤس آئے تو ان کو بیعت کرنے کی دعوت دی۔ انہوں نے کہا کہ ابھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت کے متعلق ان کو شرح صدر نہیں ہے۔ ان کو سمجھایا گیا اور ایک کتاب "Invitation to Ahmadiyyat" دی گئی تو انہوں نے کہا کہ مجھے کچھ وقت دیں۔ چار پانچ دن بعد مشن ہاؤس آئے اور کہا کہ اب میری تسلی ہوگئی ہے اور بیعت کر کے جماعت میں داخل ہوگئے۔ اس کے بعد اپنے ساتھیوں میں تبلیغ شروع کر دی اور اب تک متعدد بیعتیں کروا چکے ہیں۔

۞......مکرم وسیم احمد سروعہ صاحب مبلغ سلسلہ بوسنیا 2004ء کی رپورٹ میں بیان کرتے ہیں کہ ایک زیر تبلیغ نوجوان نے خواب کے ذریعہ بیعت کی ہے۔ اس نوجوان نے خود اپنی خواب بیان کرتے ہوئے بتایا کہ مَیں نے دیکھا کہ مَیں ایک بڑے شہر میں چل رہا ہوں جہاں افراتفری مچی ہوئی ہے۔ وہاں مَیں نے بہت سے یہودی، عیسائی اور مسلمان دیکھے۔ اچانک میری نظر اپنے دائیں طرف پڑتی ہے تو مَیں ایک خوبصورت درخت دیکھتا ہوں جس کے نیچے لوگوں کا ایک چھوٹا سا گروہ بیٹھا ہوا ہے انہوں نے سفید کپڑے پہنے ہوئے ہیں اور پگڑیاں باندھی ہوئی ہیں ۔ اس افراتفری کے دوران وہ مکمل سکون سے ایک حلقہ کی صورت میں بیٹھے ہوئے ہیں اور ان کے چہروں پر مسکراہٹ عیاں ہوتی ہے ۔ مَیں خواب میں ہی خیال کرتا ہوں کہ یہ ضرور احمدی ہیں۔ مَیں ان کے پاس پہنچ جاتا ہوں اور ان میں شمولیت اختیار کر لیتا ہوں۔ اس کے بعد انہوں نے بیعت کر لی۔ ان کے والد نے ان کو گھر سے نکال دیا، دوستوں نے چھوڑ دیا لیکن یہ ثابت قدم رہے اور کسی مخالفت اور تکلیف کی پرواہ نہیں کی۔

۞......مکرم طارق رشید صاحب مبلغ فجی 2004ء کی رپورٹ میں تبلیغ کے میدان میں نصرت الٰہی کا واقعہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ نسروانگا گاؤں میں ایک ہندو دوست نے سولہ سال قبل ایک غیر احمدی مسلمان لڑکی سے شادی کی اور دونوں اپنے اپنے عقیدہ کے مطابق زندگی گزار رہے تھے۔ ایک روز ہم ان کے گھر ملنے کے لئے گئے ۔ ہندو دوست نے روتے ہوئے ہمیں بتایا کہ آج ہی صبح میری بیوی روزہ رکھ کر سوئی ہے تو مَیں نے خواب میں دیکھا کہ دو آدمی میرے پاس آئے ہیں اور کہتے ہیں ہمارے ساتھ شامل ہو جاؤ۔ اور ان کا لباس اور ٹوپی بالکل یہی تھی جو آپ نے پہن رکھی ہے۔ اس پر اسے احمدیت کا پیغام پہنچایا گیا تو اس نے بیعت کر لی۔

جب یہ بات سنّی مسلمانوں کو معلوم ہوئی تو انہوں نے پریشر ڈال کر اور مدد کا لالچ دے کر اور اپنا ممبر بنا کر نکاح ان کا پڑھوا دیا ۔ چند ہفتوں کے بعد یہ نومسلم ہمارے پاس آئے کہ مجھے معاف کر دیں ۔ اللہ تعالیٰ نے میری ہدایت کا ذریعہ تو آپ کو بنایا لیکن مَیں اپنی غلطی کی وجہ سے ان میں شامل ہو گیا جس کا مجھے افسوس ہے ۔ وہ صرف نفرت کی ہی تعلیم دیتے ہیں اور اسلام کے متعلق کچھ نہیں بتاتے ۔ الحمدللہ اب یہ چار افراد پر مشتمل خاندان پوری طرح نظام جماعت میں شامل ہے ۔ یہ اور ان کے بچے باقاعدہ مسجد آتے ہیں۔

۞......مکرم مبارک محمود صاحب مبلغ ٹانگا (تنزانیہ) اپنی 2004ء کی رپورٹ میں لکھتے ہیں کہ ٹانگا ریجن میں دارالسلام سے عروشہ جانے والی شاہراہ پر واقع ایک گاؤں کوڈی زنگا (Kodi Zinga) میں 2002ء میں جماعت کا پودا لگا۔ اس گاؤں کے چیئرمین نے بھی احمدیت قبول کر لی اور کچھ ہی عرصہ میں اچھی فدائی جماعت قائم ہوگئی۔ لیکن اس سارے عرصہ میں اس علاقہ میں جماعت کی سخت مخالفت ہوئی۔ اس گاؤں میں عین سڑک کے کنارے غیر احمدیوں کی مسجد بھی تھی۔ اس مسجد کے مولوی نے دوسرے شہروں سے بڑے بڑے مولوی منگوا کر احباب جماعت کے ساتھ مناظرے کئے اور اپنی مسجد سے ہر طرح سے احمدیوں کی توہین کی ۔ غیر احمدیوں پر خدا کی پکڑ اس طرح ہوئی کہ گورنمنٹ کے قانون کے مطابق اس شاہراہ کے دونوں طرف 75,75 فٹ تک کسی بھی قسم کی تعمیر کو ممنوع قرار دے دیا گیا۔ اور جو تعمیرات موجود تھیں ان کو فی الفور گرانے کا حکم دیا گیا۔ اس قانون کے تحت جب اس گاؤں کی پیمائش کی گئی تو احمدیہ مسجد 75 فٹ سے مزید پانچ فٹ ہٹ کر دور پائی گئی ۔ جبکہ غیر احمدیوں کی مسجد 75 فٹ کے اندر پائی گئی۔ اس طرح یہ مسجد جو مسلسل احمدیوں کی دلآزاری کا موجب تھی گرادی گئی۔ اب صرف احمدیہ مسجد سے ہی پورے گاؤں میں پانچوں وقت اذان کی آواز سنائی دیتی ہے۔

۞......مکرم انیس احمد خان صاحب سرکل انچارج موگا (پنجاب) انڈیا 2004ء کی رپورٹ میں لکھتے ہیں کہ چند ماہ قبل سرپنچ کے انتخاب ہوئے جس میں ایک نومبائع احمدی خاتون نے بھی حصہ لیا ۔ اور اپنے کاغذات داخل کرتے ہوئے حضورانور کی خدمت میں دعا کے لئے خط لکھا۔ حضور کی طرف سے دعاؤں سے بھرا جوابی خط موصول ہوا مگر یہ خاتون انتخاب ہار گئیں۔ لیکن ان کا حوصلہ بلند تھا کہ حضور کا جو امید افزاء جواب آیا ہے وہ بیکار کیسے جا سکتا ہے۔ ان کو اچانک خبر ملی کہ سابقہ نتیجہ درست نہیں تھا۔ دوبارہ جائزہ لینے کے بعد یہ خاتون کامیاب قرار دی گئی ہے۔ اس خبر کا آنا تھا کہ تمام احباب کہنے لگے کہ یہ حضور کی دعاؤں کا ثمرہ ہے۔ کیونکہ کاغذات داخل کرتے وقت بعض افراد کی طرف سے کہا گیا تھا کہ اگر تم احمدی نہ ہوتی تو ہم تم کو ووٹ دیتے ۔ مگر اس خاتون نے کہا کہ سرپنچی ملے یا نہ ملے ہم احمدیت کے خلاف ایک لفظ بھی نہیں سن سکتے ۔ اس واقعہ کے بعد بہت سے کمزور احمدیوں کے ایمانوں کو تقویت ملی۔

۞......مکرم شیخ اسحاق صاحب سرکل بلارپور، مہاراشٹر (انڈیا) لکھتے ہیں کہ ایک گاؤں امبے جھری (AmbeJhari) میں دو سال قبل احمدیت قائم ہوئی ہے۔ اس جماعت کے ایک شخص وزیر صاحب نے بتایا کہ ان کی کافی زمین ہے جو پہاڑی علاقہ میں ہے اور اس زمین میں سیمنٹ فیکٹری میں استعمال ہونے والی لال مٹی ہے اور لوہے کے پتھر کا ذخیرہ ہے۔ انہوں نے بتایا کہ اس جگہ کھدائی کے لئے وہ سرکاری پرمٹ حاصل کرنا چاہتے ہیں جو نہیں مل رہا۔ خاکسار نے کہا کہ آپ پریشان نہ ہوں ہم دعا کرتے ہیں اور حضور کی خدمت میں دعا کے لئے خط لکھتے ہیں۔ چنانچہ اسی روز حضور کی خدمت میں خط لکھا گیا۔ شام ہی کو وزیر صاحب بہت خوش ملے کہ کھدائی کے لئے سرکاری پرمٹ مل گیا ہے۔ ان کا یہ کہنا تھا کہ یہ صرف اور صرف اس خط کا نتیجہ ہے جو حضور کی خدمت میں دعا کے لئے لکھا گیا۔ کچھ عرصہ بعد حضور کا جوابی خط بھی موصول ہوا۔ خط کھولنے پر پتہ لگا کہ جس دن خط لندن سے روانہ ہوا اسی دن کھدائی کا کام شروع ہوا۔ الحمدللہ۔

۞......مکرم صدر صاحب جماعت بلغاریہ 2004ء کی رپورٹ میں لکھتے ہیں کہ ایک عیسائی فیملی سے رابطہ کیا گیا اور انہیں احمدیت کا پیغام پہنچایا گیا ۔ اس پر خاتون خانہ نے ایک دو اجلاسات میں شرکت کی ۔ جس پر خاوند نے گھر پر بڑی سختی کی اور بیوی کو نہ صرف اجلاسات سے روک دیا بلکہ جماعت کے خلاف شدید نفرت کا اظہار کیا۔ لیکن ہماری لجنہ کی ممبرات نے مسلسل رابطہ رکھا جس کے نتیجہ میں کچھ عرصہ بعد اس خاتون کی ہمشیرہ اور ان کے بچے خاوند سمیت احمدیت میں داخل ہوگئے ۔ اس مذکورہ خاتون سے بھی مسلسل تبلیغی رابطہ رہا۔ ایک روز اس خاتون نے خواب دیکھا کہ اس کے گھر میں ہماری جماعت کا ترجمہ شدہ قرآن کریم پڑا ہوا ہے اور اس میں سے روشنی نکل رہی ہے اور سارا گھر روشنی سے بھر جاتا ہے۔ قرآن کریم کے دائیں طرف دو آدمی ہیں جنہوں نے جیکٹس پہن رکھی ہیں اور جیکٹس میں ٹوپیاں ہیں۔ اسی طرح بائیں طرف دو آدمی ہیں جو کہ نہایت غلیظ معلوم ہوتے ہیں ۔ جب وہ قرآن کو پکڑتی ہے تو بائیں طرف والے بھاگ جاتے ہیں۔ یہ خواب اس نے اپنے خاوند کو سنائی۔ چنانچہ اس خواب کی بنا پر یہ ساری فیملی احمدی ہوگئی۔ وہی خاوند جو جماعت سے شدید نفرت کا اظہار کرتا تھا اب باقاعدہ چندہ ادا کرتا ہے اور اجلاسات میں شامل ہوتا ہے۔

۞......مکرم امیر صاحب غانا 2004ء کی رپورٹ میں لکھتے ہیں کہ برانگ اہافو ریجن میں تیجانی فرقہ کے مسلمان لیڈر نے اپنے لوگوں کو کچھ اس طرح مخاطب کیا: دیکھو جماعت احمدیہ کے لیڈر جب غانا تشریف لائے تو جماعت احمدیہ نے کس منظّم طریق سے ان کا استقبال کیا۔ انہیں ملک کا دورہ کروایا ۔ غیر احمدی ، غیر مسلم ، بیرونی حکومتوں کے سفراء ، حکومت غانا کے وزراء اور خود صدر مملکت غانا تک نے ان کا خیر مقدم کیا ۔ یہ جماعت ایک منظّم جماعت ہے ۔ یہ زبانی لاف وگزاف کی قائل نہیں۔ یہ اسلام کی صحیح پیرائے میں خدمت کرتی اور ملک کی ترقی و بہبود کے لئے خدمات بجالاتی ہے۔ ہمیں کوئی اس لئے نہیں پوچھتا کہ ہم اس طرح ملک وقوم کی خدمت نہیں کرتے اور آپس میں جھگڑتے رہتے ہیں۔

۞......مکرم عبدالحمید طاہر صاحب مبلغ ٹمالے (غانا) اپنی 2004ء کی رپورٹ میں لکھتے ہیں کہ حضور انور کے دورۂ غانا نے جماعت میں ایک نئی روح پھونک دی ہے۔ اکثر اماموں اور چیفس نے تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ ہم نے اللہ کے خلیفہ کو دیکھ بھی لیا ہے اور ان کے ساتھ ہاتھ بھی ملایا ہے۔

ناردرن ریجن نے گزشتہ چار سالوں میں غیر معمولی ترقی کی ہے ۔ جماعت کی اس ترقی نے خاص طور پر عیسائیوں کو پریشان کر رکھا ہے۔ گزشتہ سال عیسائیوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ایک گندی کتاب ٹمالے سے چھپوا کر تمام علاقوں میں تقسیم کرنے کا منصوبہ تیار کیا۔ خاکسار نے فوراً کتاب حاصل کی اور اس کا جواب ریڈیو پر تفصیل سے دو ماہ تک دیا۔ ان لوگوں نے پروگرام بند کروانے کی ہر ممکن کوشش کی لیکن ناکام رہے۔ اب گزشتہ دو ماہ سے پھر یہ مقابلہ جاری ہے۔ خاکسار نے خدا کی وحدانیت پر پروگرام شروع کر رکھے ہیں جس پر عیسائی لوگ جماعت میں بڑی دلچسپی لے رہے ہیں۔ جس کی وجہ سے کیتھولک کونسل نے تمام بڑے بڑے افسران کو احتجاجی خطوط لکھے ہیں کہ اگر احمدیہ مشنری نے یہ پروگرام بند نہ کئے تو ہم اس پر حملہ کر دیں گے۔ اس پر ملک کے سب سے حساس ادارے BNI نے خاکسار کو بلایا ۔ بات چیت کرنے کے بعد کمانڈر نے خاکسار سے کہا کہ آپ جائیں اور اپنی تبلیغ جاری رکھیں آپ کی تبلیغ ملکی قانون کے مطابق ہے۔ گزشتہ سال دو پادری بھی احمدی ہوئے تھے وہ باقاعدہ چندہ کے نظام میں شامل ہیں۔ **(باقی آئندہ)**

مَصَالِحُ الْعَرَب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات،
گرانقدر مساعی اور ان کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر121

صلیبی فتنہ

آیات قرآنیہ اوراحادیث نبویہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آخری زمانہ کا سب سے بڑا دجالی فتنہ عیسائیت کا فتنہ ہے جسے توڑنے کے لئے مسلمانوں کو کاسرصلیب کے مبعوث ہونے کی خبر دی گئی۔ عجیب بات یہ ہے کہ اس کاسرصلیب یعنی حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود ومہدی مسعود علیہ السلام کی بعثت کے زمانے یعنی انیسویں صدی کے اواخر سے ہی بڑے بڑے پادری اورعیسائی آرگنائزیشنزمل کر پوری شدت کے ساتھ دنیا کو عیسائی بنانے کی پلاننگ کرنے کے لئے کانفرنسز منعقد کرتے نظر آتے ہیں اور عیسائی حکومتوں کے پشت پناہی میں عیسائی مناد ہرروک کو پھلانگنے کی کوشش میں ہیں، جس کے نتیجہ میں وقتاً فوقتاً دنیا کے مختلف اسلامی ملکوں میں کرسچنائزیشن کی تحریکات اٹھتی رہی ہیں۔لیکن عرب ممالک تک عموماً اور ارض حجاز اور مکہ ومدینہ تک پہنچنا عیسائیت کا دیرینہ خواب رہاہے۔ کیونکہ انہیں معلوم ہے کہ مسلمانوں کی اکثریت عربوں کے پیچھے چلتی ہے لہذا اس طریق سے عالم اسلام تک رسائی سب سے کارآمد ہتھیار رہے۔

چنانچہ مشہور عیسائی مناد اور شکاگو یونیورسٹی میں موازنہ مذاہب کے لیکچرر جان ہنری بیروز (John Henry Barrows) نے اسی عرصہ میں مسیحی ترقی کا جائزہ لینے کیلئے ساری دنیا کا دورہ کیا اوراس دورہ کے تاثرات بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں:

’’اب میں اسلامی ممالک میں عیسائیت کی روزافزوں ترقی کا ذکر کرتا ہوں۔اس ترقی کے نتیجہ میں صلیب کی چمکار آج ایک طرف لبنان میں ضوفگن ہےتو دوسری طرف فارس کے پہاڑ اور چوٹیاں اور باسفورس کا پانی اس کی چمکار سے جگمگ جگمگ کر رہا ہے۔ یہ صورت حال پیش خیمہ ہے اس آنے والے انقلاب کا جب قاہرہ، دمشق اور طہران کے شہر خداوند یسوع مسیح کے خدام سے آباد نظر آئیں گے۔حتی کہ صلیب کی چمکار صحرائے عرب کے سکوت کو چیرتی ہوئی وہاں (یعنی حجاز میں۔ناقل) بھی پہنچے گی۔اس وقت خداوند یسوع اپنے شاگردوں کے ذریعہ مکہ کے شہراور خاص کعبہ کے حرم میں داخل ہوگا اور بالآخر وہاں اس حق وصداقت کی منادی کی جائے گی کہ ابدی زندگی یہ ہے کہ وہ تجھے خدائے واحد اوریسوع مسیح کو جانیں جسے تو نے بھیجاہے۔‘‘

(*Barrows Lectures 1896-97 page 42 First Ed.1897 in Madras by: The Christian Litrature Society for India*)

یہی عزم لے کر یہ لوگ جب ہندوستان میں آئے تو جس طرح انہیں کاسرصلیب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاتھوں منہ کی کھانی پڑی اور پسپائی کا سامنا کرنا پڑا وہ تاریخ اسلام کا ایک روشن باب ہے۔

یوں تو کرسچنائزیشن کے لئے بہت سی کانفرنسز منعقد ہوچکی ہیں لیکن 1978ء میں امریکہ کی ایک ریاست ’’کولوراڈو‘‘ میں ہونے والی کانفرنس سب سے خطرناک شمار کی جاتی ہے جس میں 150 بڑی بڑی متشدد عیسائی شخصیات نے شرکت کی اور 720 ملین مسلمانوں کو عیسائی بنانے کا منصوبہ تیار کیا گیا۔(یادرہے کہ اس وقت پوری دنیا میں مسلمانوں کی کل تعداد بھی تقریباً اتنی ہی تھی)۔دوہفتے جاری رہنے والی اس کانفرنس میں بہت بڑے بجٹ کی منظوری دی گئی اور جہاں عالم اسلامی کو عیسائیت کی طرف مائل کرنے کے لئے بیرونی طور پر مختلف طریقے استعمال کرنے کا منصوبہ بنایا گیا وہاں مسلمان ملکوں میں موجود کلیساؤں اور پادریوں کو بھی فعال طور پر اس مہم میں اپنا کردار ادا کرنے کا کہا گیا۔عجیب بات ہے کہ اسی سال اوراس کانفرنس کے انعقاد سے چند ماہ پہلے جماعت احمدیہ نے عیسائیت کے گڑھ برطانیہ میں کسرصلیب کانفرنس منعقد کی جس میں امام جماعت احمدیہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ نے بھی شرکت فرمائی۔

بہر حال عیسائی مذہبی تنظیموں اور شخصیات کی مسلمان ممالک کو عیسائی بنتا دیکھنے کی خواہشیں پنپتی اور بڑھتی رہیں اور بند کمروں کی خفیہ باتیں بھی زبان زدعام ہوتی رہیں، حتی کہ پوپ کے انتہائی قریبی ساتھیوں میں سے ایک Cardinal Paul Poupard نے 30 ستمبر 1999ء کو ایک فرانسیسی اخبار Le Figaro کے ساتھ بات چیت میں کہا کہ اسلام مغرب کے لئے ایک ہولناک چیلنج اورعیسائی خواہش کی تکمیل کی راہ میں ایک خطرناک رکاوٹ کی حیثیت رکھتا ہے۔ پھراس چیلنج کی وضاحت کرتے ہوئے کہا کہ چیلنج دراصل یہ ہے کہ اسلام ایک دین، ایک ثقافت،ایک معاشرہ اوراسلوب حیات وطرزفکروعمل ہے۔

گویاان کے نزدیک اس چیلنج کا مقابلہ کرنے کیلئے انہیں نہ صرف اسلام کی دینی ،ثقافتی اور معاشرتی اقدار کا خاتمہ کرنا ہوگا بلکہ اس کے اسلوب حیات وطرزفکروعمل کوبھی بدلنا ہوگا۔

اسی طرح ’’ازمیر‘‘ ترکی کے آرچ بشپ Giuseppe G. Bernardini نے کہا کہ اسلام نے یورپ کو فتح کرنے کا منصوبہ بنایا ہوا ہے۔......اسلام پٹرول سے حاصل شدہ ڈالرز کی بدولت پہلے ہی اپنا نفوذ بڑھا رہاہے۔اوراب یہ ڈالرز شمالی افریقہ کے غریب ملکوں یامشرق وسطی میں کام کے مواقع پیدا کرنے پر بلکہ عیسائی ملکوں میں ہجرت کر کے آنے والے مسلمانوں کے لئے مساجد ومراکز تعمیر کرنے پر خرچ ہورہے ہیں اوران میں اٹلی کا دارالحکومت روم بھی شامل ہے۔......کیا یہ ممکن ہے کہ ہم اس واضح توسیعی منصوبہ اوراس نئی طرز کی فتح کے پروگرام سے بے خبر رہیں۔

اسی طرح کی بعض اور آراء پر مشتمل ایک مضمون لندن سے شائع ہونے والے ایک عربی اخبار’’القدس العربی‘‘ نے اپنی یکم نومبر 1999ء کی اشاعت میں شائع کیا، جن سے اور بے شمار امور کے علاوہ عرب ملکوں کو عیسائیت کی یلغار کا ہدف بنانے کا واضح عندیہ ملتا ہے۔حوالہ کے لئے ملاحظہ ہو:

(AL-QUDS Al - Arabi Volume 11 - Issue 3261 Monday 1 November 1999 p 18)

اسلام دشمن مہم اورعیسائی پادری ’زکریا بطرس‘

اسی پس منظر میں مختلف عیسائی چینلز پر اسلام کے خلاف مہم کا آغاز ہوا جن میں سب سے زیادہ سخت حملہ 2003ء میں قبرص سے شروع ہونے والے ایک عیسائی چینل ’’الحیاۃ‘‘ کے ذریعہ کیا گیا جس پر ایک پادری نے اسلام اورنبیء اسلام ﷺ اورقرآن پرحملہ شروع کیا۔

اس حملہ کی تفاصیل بتانے سے قبل اس پادری کے بارہ میں کچھ عرض کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔اس پادری کا نام ’’زکریا بطرس‘‘ ہے اوراس کاتعلق مصر کے قبطی آرتھوڈکس چرچ سے ہے۔یہ قاہرہ کے چرچ ’’مارمرقس‘‘ میں بطور کاہن کام کرتا رہا پھر آسٹریلیا میں اور بعدازاں یہاں برائٹن انگلینڈ میں بھی کام کیا، بالآخر آرتھوڈکس چرچ سے استعفیٰ دے کر اسلام دشمن حملہ میں شامل ہوگیا۔

مصرعیسائیت کے فرقہ آرتھوڈکس کا مرکز مانا جاتا ہے۔یہاں پرعرصہء دراز سے عیسائی اورمسلمان اکٹھے رہ رہے ہیں اورایک دوسرے کے خلاف مذہبی منافرت پھیلانے سے پرہیز کیا جاتا ہے، بلکہ اب تو معاشرہ کا امن برقرار رکھنے کے لئے اس بارہ میں ملکی سطح پر قانون سازی بھی کی گئی ہے،جس کی بناء پرآرتھوڈکس چرچ سے منسلک کوئی پادری کھلے عام اسلام دشمنی پر مبنی مہم شروع نہیں کرسکتا۔ یہاں سے ہمیں اس پادری کے الحیاۃ چینل کی اسلام دشمن مہم میں شریک ہونے سے قبل آرتھوڈکس چرچ سے استعفیٰ دینے کی بات بھی سمجھ آجاتی ہے۔کیونکہ اگرایسا نہ ہوتا تو آرتھوڈکس چرچ سے منسلک ہونے کی وجہ سے مصر میں اس پر دباؤ بڑھ جانا تھا اوراس حملہ کو روکے بغیر چارہ نہیں ہونا تھا۔اور حقیقتاً ایسا ہی ہوا کہ جب آرتھوڈکس چرچ سے اس کا شکوہ کیا گیا تو چرچ نے واضح طور پراس سے اپنی لاتعلقی کا اظہار کیا کہ اس پر ہمارا کوئی اختیار نہیں ہے۔

پادری کے مصادرومراجع

اس پادری نے اپنے پروگراموں میں خصوصی طور پراُن روایات اورمسلمانوں کے ان عقائد کوموضوع بحث بنایاہے جووقت گزرنے کے ساتھ ساتھ مسلمانوں کے قرآن کی حقیقی تعلیم سے دور ہونے کا باعث بنے اور بالآخر غلط فہمیوں اور بگاڑ نے وہ صورت اختیار کر لی جس کے بارہ میں آنحضرت ﷺ نے فرمایا تھا کہ اسلام پر ایک وقت ایسا بھی آئے گا کہ اس کا صرف نام باقی رہ جائے گا۔اوریہی وہ عقائد ہیں جن کی اصلاح کے لئے اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مبعوث فرمایاہے۔مثلاً ناسخ ومنسوخ کے عقیدہ نے قرآن میں شک وریب کی راہ کھول دی،اور حدیث کوقرآن کریم پر حَکَمْ قرار دے کرقرآنی آیات کے منسوخ کرنے کے عقیدہ نے روایات کوقرآنی آیات پربھی فوقیت دے دی۔

اسی طرح لَا اِکْرَاہَ فِی الدِّیْن کے عظیم الشان اعلان کے باوجود قتل مرتد کے اعتقاد نے اسلام کو دینی آزادی سلب کردینے والے مذہب کے طور پرپیش کیا۔ خودتراشیدہ جنگ وجدال کے متشددانہ خیالات نے امن وسلامتی کے مذہب کو ایک خونی دین کے طور پر پیش کیا۔ان تمام امور کے علاوہ اس پادری نے مختلف اسلامی فرقوں کے آپس کے اختلافات کوبھی پیش کرکے مختلف اعتقادات کا مذاق اڑایا۔اورسب سے زیادہ ان بے سروپا روایات اورخرافات کوپیش کیا جن کومفسرین نے بغیرتحقیق کے ایک دوسرے سے نقل کیا ہے اور آج تک مولوی حضرات اپنی تقاریر اوروعظوں اور کتب میں ان کونقل کرتے چلے آرہے ہیں،جبکہ اسلامی تعلیمات سے ان کا دُور کا بھی تعلق نہیں ہے۔

اس پادری نے اپنے پروگرام کا نام **أَسْئِلَة عن الإيمان** رکھا،اوراسلام کے خلاف شکوک وشبہات پیدا کرنے کے علاوہ بعض ایسے عرب لوگوں کوبھی اپنے پروگرام میں دنیا کے سامنے پیش کیا جنہوں نے اس کے بقول اسلام چھوڑ کرعیسائیت اختیار کر لی تھی۔

مختصر یہ کہ یہ ایک ایسا حملہ تھا جس کا مسلمان مولویوں کے پاس کوئی منطقی جواب نہ بن پڑا۔اوّل تواس حملہ نے مسلمانوں کودفاعی پوزیشن پرلاکھڑا کیا تھا۔لیکن دفاعی پوزیشن میں بھی ان کی حالت نہایت ہی بےسروسامانی کی تھی۔عیسائی پادری مسلمان علماء کی کتب وتفاسیر کے حوالے نکال کردکھاتا تھا اورکہتا تھا کہ اس کا کوئی جواب ہےتو دو۔اورکوئی ان امور کے ردّ میں بولنے والا ہوتو سامنے آئے۔مناسب جواب نہ ملنے کی وجہ سے کئی کمزور ایمان لوگ اسلام سے نکل کرعیسائیت کی آغوش میں جا پہنچے۔بعض عرب ممالک میں عیسائیت کی یہ یلغاراتنی شدیدتھی کہ کثرت سے لوگ اسلام کو چھوڑ کرعیسائیت کے جال میں پھنسنے لگے۔بلکہ ان میں سے بعض تو اسلام کے خلاف اس مہم میں بھی شریک ہوگئے۔

مسلمانوں کا ردّعمل

پادری نے جہاں تمام مسلمانوں کو للکارا وہاں بڑے بڑے مولویوں کو بلکہ الأزہر کے علماء کوبھی چیلنج دیا کہ اگر ہمت ہے تو وہ میرے سامنے آکر ان امور کا جواب دیں جوانہی کی کتب سے پیش کئے گئے ہیں۔لیکن اس پادری کا منہ توڑ جواب دینے کی بجائے اسلامی دنیا میں مندرجہ ذیل ردعمل سامنے آئے:

1۔ بعض جوشیلے اورناسمجھ مسلمانوں نے بدزبانی اور بدکلامی کے چند جملے بول کر یہ سمجھا کہ دفاع اسلام کا فریضہ اداہوگیاہے۔

2۔ کچھ لوگوں نے انفرادی طورپر پادری کے پیش کردہ مسلمانوں کی کتب کے حوالوں کا مختلف تاویلوں کے ذریعہ سے جواب دیناشروع کردیا جس نے موقف کو مزید کمزور کردیا۔

3۔ بعض ہمت ہارکراس بےبسی پرخدا کے حضور مدد کے لئے گریہ وزاری کرنے لگے کہ اے خدایا تو خود ہی کسی کوکھڑا کرجوان کامنہ بند کرے۔

4۔اوربعض نے یہ فتویٰ جاری کیا کہ اس چینل کو نہ دیکھا جائے اوراس کوکوئی جواب نہ دیا جائے ، بلکہ اس

موضوع کو نہ کسی خطبہ اور نہ درس میں ذکر کیا جائے۔ اور یہ رائے ازہر کے بعض شیوخ کی تھی۔

بہرصورت کسی طرف سے کوئی ایسا مدمقابل نہ آیا کہ اس دشمن اسلام کے دانت کھٹے کرے اور اس کی تدبیروں کو خود اس پر ہی الٹا دے۔

مشائخ ازہر کے موقف کی ایک مثال

ابھی تک عیسائی پادری مسلسل مسلمانوں کو للکارے جا رہا تھا اور علی الاعلان کہہ رہا تھا کہ کوئی ہے تو میرے مدمقابل آئے اور ان اعتراضات کا جواب دے۔ ایسی صورتحال میں بعض عرب چینلز پر بھی پادری کے اٹھائے ہوئے اعتراضات کا جواب دینے کے لئے علماء کو بلایا جانے لگا۔ یہاں پر بطور مثال ایک چینل پر ہونے والی گفتگو کا خلاصہ درج کرنا خالی از دلچسپی نہ ہوگا۔ اس عربی چینل پر الأزہر کی فتوی کمیٹی کے سابق صدر شیخ جمال قطب اور ایک اور شیخ مبروک عطیہ کو بلایا گیا اور میزبان بسمہ وہبہ نے لونڈیوں کے بارہ میں اعتراض کا جواب چاہا۔ لیکن لمبی بحث کے بعد جب کوئی معقول جواب نہ ملا تو میزبان نے کہا: شاید آپ کو پتہ نہیں کہ ایک عیسائی پادری بیسیوں دفعہ الأزہر کے بڑے بڑے مشائخ کو للکار چکا ہے لیکن کوئی اس کو جواب نہیں دیتا۔

شیخ جمال: اس پادری کو کوئی جواب نہیں دیا جائے گا۔

میزبان: کیا مطلب کہ کوئی جواب نہیں دیا جائے گا؟ اگر آپ میں سے کوئی جواب نہیں دے گا تو کیا مَیں جواب دوں گی؟

شیخ جمال: اس موضوع پر نہ خطبہ میں بات ہوگی، نہ کسی ٹی وی کے پروگرام میں، نہ ہی اس کا کوئی جواب دیا جائے گا۔

میزبان: لیکن شیخ صاحب! اس کی وجہ سے ہمارے بچے مرتد ہو رہے ہیں۔

شیخ جمال: جو اس پادری کو سنے گا خود ہی سمجھ جائے گا کہ اس کو جواب دینے کی ضرورت نہیں ہے۔

میزبان: لیکن مَیں امر واقعہ کے بارہ میں بات کر رہی ہوں۔ (یعنی مسلمان بچے اس کی باتیں سن کر مرتد ہو رہے ہیں)۔

شیخ جمال: مَیں اس کو سن سکتا ہوں لیکن ایسے لوگوں اور ان کے چینل اور ان کے ساتھ کام کرنے والوں سے تجاہل اختیار کرنا چاہئے۔ کیا مَیں زکریا بطرس جیسے کو جواب دوں؟ ہرگز نہیں۔

میزبان: لیکن مَیں ایک مسلمان کی حیثیت سے اس کا جواب جاننا چاہتی ہوں۔

شیخ جمال: ضروری نہیں کہ تمہیں ہر چیز کا علم ہو۔

بہرحال ایک گھنٹے کا یہ پروگرام ”مَا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ“ کی وضاحت کے بارہ میں تھا جس میں شیخ جمال اور شیخ مبروک عطیہ نے کوئی مطمئن کرنے والا جواب نہ دیا بلکہ شیخ جمال غصے میں آکر پروگرام سے نکل گئے۔ اس دوران میزبان بار بار خالی کرسی دکھا کر شیخ جمال کی غیر موجودگی کے بارہ میں ناظرین کو بتاتی رہی۔ بہرحال آدھے گھنٹے کے بعد شیخ صاحب دوبارہ تشریف لے آئے۔

یہ پروگرام یُوٹیوب پر کئی کلپس کی شکل میں موجود ہے لیکن مذکورہ بالا بات چیت اس لنک پر دیکھی اور سنی جاسکتی ہے۔ http://www.youtube.com/watch?v=K3xGjvwfLB4&feature=related

اس پروگرام کو عیسائیوں نے خوب اچھالا اور لکھا کہ الأزہر ایسے مشائخ کہاں سے لائے جو ان سوالوں کے جواب دے سکیں۔ نیز کہا کہ اس سے صاف ظاہر ہو گیا کہ اسلام صرف ایک سوال کی مار ہے۔ اور اے مسلمان! کیا اتنا سارا کچھ ہو جانے کے بعد بھی تو یہ کہتا رہے گا کہ یہ دین خدا کی طرف سے ہے۔ (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو یہ ویب سائٹ:۔

http://truth-way.net/vb/s
howthread.php?t=303&page=2

خود زکریا بطرس نے بھی ان باتوں پر اپنے تبصرے کے ساتھ ویڈیو بنا کر یُوٹیوب پر ڈال دی جو آج تک موجود ہے۔

اور تو اور اس پروگرام کی میزبان نے جو ایک عرصہ سے بعض دینی اور معاشرتی امور پر نہایت کامیاب پروگرام کر رہی تھی اور حجاب اوڑھا کرتی تھی اپنا حجاب اتار دیا جسے عیسائیوں نے خوب اچھالا۔

یہ محض ایک مثال ہے جو یہاں بیان کی گئی ہے ورنہ حقیقت یہ ہے کہ کئی کمزور ایمان اس حملہ کی زد میں آگئے اور کئی اس کی رو میں بہہ کر اسلام سے منحرف ہو بیٹھے۔

امید کی کرن

ان ایام میں مکرم طٰہٰ قزق صاحب مرحوم آف اردن نے حضور انور کی خدمت میں اس صورتحال کے بیان پر مشتمل خط لکھ کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب ”مسیح ہندوستان میں“ اور حضرت خلیفہ رابع رحمہ اللہ کی کتاب Christianity: A Journey from Facts to Fiction کے عربی ترجمہ کو بکثرت چھپوا کر عرب ملکوں میں پھیلانے کی تجویز عرض کی۔

اسی طرح ہمارے ایک مصری قدیم احمدی مکرم عمرو عبدالغفار صاحب نے 8 اگست 2004ء کو حضور انور کی خدمت میں لکھا کہ عیسائیت کا فتنہ آج اپنے عروج پر پہنچا ہوا ہے اور متعدد علاقوں میں کئی مسلمان عیسائی ہو گئے ہیں۔ مَیں مختلف مولویوں کے جوابات سنتا ہوں لیکن ان کا دفاع نہایت کمزور ہے کیونکہ انہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت پر عمل نہیں کیا اور امام مہدی اور مسیح موعود علیہ السلام کا انکار کیا ہے اس لئے جماعت احمدیہ کے سوا اس کا کافی وشافی جواب اور کوئی نہیں دے سکتا۔ لہٰذا میری تجویز ہے کہ اس بارہ میں لائیو پروگرامز شروع کئے جائیں، نیز مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مکرم مصطفیٰ ثابت صاحب کو ان پروگرامز کا جواب دینے کا کام سونپا جائے۔

چنانچہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنی دعاؤں اور خصوصی راہنمائی کے ساتھ مکرم مصطفیٰ ثابت صاحب کو اس بارہ میں پروگرام تیار کرنے کا ارشاد فرمایا۔ 2004ء کے آخر پر مکرم محمد شریف عودہ صاحب کی تجویز پر حضور انور نے کبابیر میں ان پروگرامز کی تیاری اور ریکارڈنگ کی اجازت مرحمت فرمائی اور یوں مکرم مصطفیٰ ثابت صاحب 2005ء میں کبابیر تشریف لے گئے اور وہاں پر کچھ عرصہ قیام کے دوران چند پروگرامز کا مواد تحریر کر لیا۔ اسی دوران جلسہ سالانہ برطانیہ آگیا تو اس میں شرکت کے لئے تشریف لائے لیکن لندن میں بھی قیام کے دوران متعدد پروگرامز کا مواد تحریر کرتے رہے۔ بعد از جلسہ کبابیر تشریف لے گئے اور لکھنے کے ساتھ ساتھ ریکارڈنگ بھی شروع کروا دی، اور بالآخر 30 پروگرامز کی پہلی کھیپ ریکارڈ ہو کر مرکز پہنچ گئی تو مکرم مصطفیٰ ثابت صاحب 30 حلقات پر مبنی اگلی کھیپ کی تیاری میں لگ گئے۔

مکرم مصطفیٰ ثابت صاحب نے پادری کے پروگرام **أَسْئِلَة عن الإيمان** کے جواب میں تیار کئے جانے والے پروگراموں کے اس سلسلہ کا نام أَجْوِبَة عَنِ الْاِیْمَان رکھا جو بڑا مناسب اور اسم بامسمّیٰ تھا یعنی اس میں پادری کو کافی وشافی جواب دیا گیا تھا۔

اطاعت خلافت کی برکات

ان پروگرامز کی تیاری میں غیر معمولی تائید الٰہی کا ذکر کرتے ہوئے مکرم مصطفیٰ ثابت صاحب بیان کرتے ہیں کہ:

”خدا کے خلیفہ کی طرف سے مفوضہ کاموں میں اخلاص کے ساتھ کوشش کرنے پر اللہ تعالیٰ ان کاموں میں یُسر اور برکت رکھ دیتا ہے۔ اس سلسلہ میں مَیں ایک مثال یہ پیش کرتا ہوں کہ جب عیسائی پادری زکریا بطرس اسلام اور نبیؐ اسلام پر اعتراض اور حملے کر رہا تھا اور چیلنج کر رہا تھا کہ مسلمانوں میں سے کوئی ہے جو ان اعتراضات کا جواب دے سکے، تو ہمارے مصری احمدی مکرم عمرو عبدالغفار صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں لکھا کہ مصطفیٰ ثابت کو ارشاد فرمائیں کہ وہ ان پادریوں کے اعتراضات کا جواب دیں۔ چنانچہ حضور انور کی طرف سے مجھے ارشاد آگیا اور مَیں حضور انور کی اجازت کے ساتھ کبابیر چلا گیا جہاں پروگرام أَجْوِبَة عَنِ الْاِیْمَان کی قسطیں لکھنا شروع کیں۔ خلیفۂ وقت کے ارشاد کی تعمیل کے نتیجہ میں اس کام میں ایسی برکت پڑی کہ مَیں بعض اوقات ایک قسط ایک دن میں لکھ لیتا تھا۔ کئی دفعہ مَیں عنوان مقرر کر کے لکھنا شروع کرتا تو مضمون کسی اور طرف ہی چلا جاتا اور اتنا مضبوط اور مدلل ہوتا کہ مجھے مضمون کا عنوان تبدیل کرنا پڑتا تھا۔ پھر اس دوران میں جلسہ برطانیہ پر آگیا اور باوجود روزانہ جلسہ میں شمولیت، اس کی کارروائی سننے، اور مختلف مہمانوں سے ملاقاتیں کرنے کے ان چند دنوں میں بھی مَیں نے 6 قسطیں لکھ لیں۔ مَیں خود حیران ہوں کہ یہ کیسے ہوگیا۔ یہ محض خلیفۂ وقت کے ارشاد کی تعمیل کی برکت ہے۔ جب خلیفۂ وقت کوئی ارشاد فرماتے ہیں تو خدا تعالیٰ اس کی تعمیل کرنے والوں کی کوششوں میں غیر معمولی برکت ڈال دیتا ہے۔“

ایم ٹی اے کبابیر کے پروگرام

جن دنوں میں مکرم مصطفیٰ ثابت صاحب أَجْوِبَة عَنِ الْاِیْمَان کی قسطیں لکھ رہے تھے انہی ایام میں MTA کبابیر نے عیسائی پادری کے اٹھائے ہوئے بعض بڑے بڑے اعتراضات کے تفصیلی جوابات پر مشتمل کئی ایک پروگرام ریکارڈ کئے جو مسلسل ایم ٹی اے پر نشر ہونے شروع ہوگئے۔ لیکن چونکہ اس وقت ایم ٹی اے عرب دنیا میں اتنی کثرت سے نہ دیکھا جاتا تھا نیز عربی نشریات کا وقت بھی محدود تھا اس لئے ہمارے ان پروگرامز کا کوئی خاص اثر نہ ہوا۔

أَجْوِبَة عَنِ الْاِیْمَان اور اس کا اثر

مکرم مصطفیٰ ثابت صاحب نے کاسر صلیب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے علم کلام سے لیس ہو کر تیس قسطوں پر مشتمل ویڈیو پروگرامز کی ایک سیریز ریکارڈ کی اور اس کو تحریر میں بھی محفوظ کر لیا، اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ان پروگرامز کو ایم ٹی اے پر قسط وار چلانے کا ارشاد فرمایا۔ نیز ان کے بارہ میں یہ ہدایت بھی فرمائی کہ انہیں ایک ویب سائٹ پر ڈال کر افادۂ عام کے لئے وقف کر دیا جائے جہاں سے لے کر فائدہ اٹھانے کی ہر ایک کو اجازت ہو۔

چونکہ یہ پروگرامز تحریری صورت میں بھی موجود تھے اس لئے حضور انور کے اس حکیمانہ ارشاد کا یہ عظیم اثر سامنے آیا کہ وہ لوگ جن کو پادری کا منہ بند کرنے کے لئے کوئی دلیل نہیں مل رہی تھی ان کے ہاتھ میں مضبوط ہتھیار آگیا۔ چنانچہ کئی ایک اخبارات اور رسالوں اور ویب سائٹس نے ان پروگراموں کو شائع کرنا شروع کر دیا۔ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ **الأزهـــر** والوں نے اس پروگرام کے ٹیکسٹ کو اپنی طرف سے عیسائی معترضین کے سامنے رسمی جواب کے طور پر پیش کیا۔

کئی ایک ٹی وی پروگراموں اور ویب سائٹس پر بھی ان پروگراموں کو سراہا گیا۔ ان پروگراموں کا تحریری نسخہ کتاب کی شکل میں مصر میں شائع ہوگیا۔ جس کو کافی مقبولیت اور پذیرائی حاصل ہوئی ہے۔

ایک ماہ میں جب یہ 30 پروگرام ایک پروگرام روزانہ کے حساب سے چل چکے تو اتنے میں مکرم ثابت صاحب کے مزید 30 پروگرام بھی تیار ہو کر آگئے۔ یوں روزانہ ایک نیا پروگرام چلایا جاتا اور اور اس کے ساتھ پہلی کھیپ کے 30 پروگرامز میں سے ایک پروگرام کو نشر مکرر کے طور پر پیش کیا جانے لگا۔

(اگلی قسط میں ہم بیان کریں گے کہ آخر مصطفیٰ ثابت صاحب کے ان پروگرامز میں کیا خاص بات تھی جس نے پسپائی کا شکار مسلمانوں کے ہاتھ میں دلیل دے دی اور جن باطل خیالات کے معقول ردّ سے دوسرے تمام مسلمان عاجز آگئے ان کا مسیح موعود علیہ السلام کے ایک خادم نے خلافت کی راہنمائی میں ایک ہی وار سے ردّ کر دیا اور ارتداد کا شکار مسلمان اپنے اسلام پر دوبارہ فخر کرنے لگے۔) (باقی آئندہ)

❁❁❁❁❁❁❁

خریداران الفضل انٹرنیشنل سے گزارش

الفضل انٹرنیشنل کے ہر خریدار کو ایک AFC نمبر دیا جاتا ہے جو آپ کے ایڈریس لیبل کے ساتھ درج ہوتا ہے۔ یہ آپ کا خریداری نمبر ہے۔ براہ کرم یہ نمبر محفوظ رکھیں اور دفتر سے خط و کتابت اور رابطہ کے وقت اس نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء (مینیجر)

خطبہ جمعہ

یہ صبر اور دعا ہے جو مومنین کو کامیابی بخشتی ہے

اگر صبر اور دعا کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی مدد مانگتے رہو گے تو تم نہ صرف اپنے پر ہونے والے ظلموں سے نجات پاؤ گے بلکہ ان پر فتح بھی حاصل کرو گے۔

احمدیوں پر مظالم کی وجہ سے زیادہ تیزی سے جماعت پھیل رہی ہے۔

وہی مخالفین جو پہلے دشمنیاں کرتے تھے اب خطوط لکھنے لگ گئے ہیں کہ ہم توبہ کر کے جماعت میں شامل ہوتے ہیں۔
مخالف علماء اور پادریوں تک میں بھی یہ حرکت پیدا ہو رہی ہے کہ احمدیت کی سچائی ان کے دلوں میں گھر کر رہی ہے۔

اگر ہم صبر اور دعا کے ساتھ اللہ کی مدد مانگتے رہے، اللہ تعالیٰ کے آگے جھکے رہے تو یہ انقلاب انشاء اللہ ہم دیکھیں گے کہ جو قلّت ہے وہ کثرت میں بدل جائے گی۔

مردان میں مکرم شیخ محمود احمد صاحب ابن مکرم نذیر احمد صاحب کی شہادت۔ ان کے بیٹے عارف محمود زخمی۔ شہید مرحوم کی خدمات اور خصائل حمیدہ کا تذکرہ۔

سلسلہ کے پرانے بزرگ مکرم چوہدری محمد صدیق صاحب (جو خلافت لائبریری کے انچارج ہوتے تھے)
اسی طرح مکرم مسعود احمد صاحب خورشید سنوری کی وفات اور خدمات کا تذکرہ اور مرحومین کی نماز جنازہ غائب

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز- فرمودہ 12 رنومبر 2010ء بمطابق 12 رنبوت 1389 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيکَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ
أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ- اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ- مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّا کَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاکَ نَسْتَعِيْنُ-
اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ- صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ۔

يَآ يُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اسْتَعِيْنُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ (البقرة:154)

اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو، اللہ سے صبر اور صلوۃ کے ساتھ مدد مانگتے رہو۔ یقیناً اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

الٰہی جماعتوں کو اپنے مقاصد کے حصول کے لئے قرآنِ کریم نے جو حکم فرمایا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی طرف مستقل مزاجی سے ہر وقت جھکے رہنا ہے۔ یہ صبر اور دعا ہے جو مومنین کو کامیابیاں بخشتی ہے۔ یہ اصول اسلام سے پہلے کے تمام مذاہب نے دیا تھا، تمام انبیاء نے بھی بتایا تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی یہی سبق ہمیں دیا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ تعلیم دی جس کو آپ نے پھیلایا۔ ہم مسلمانوں کو یہی حکم ہے کہ تمہاری کامیابیاں صبر اور دعا سے ہی حاصل ہونی ہیں۔ اس کے بغیر، اس کے سوا اور کوئی راستہ نہیں جس سے تم اپنے مقصد کا حصول کر سکو۔ قرآنِ کریم میں مختلف آیات میں صبر کے حوالے سے جو توجہ دلائی گئی ہے یا تلقین کی گئی ہے، اس کے مطابق صبر کی تعریف یہ ہوگی کہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں جو تکالیف آئیں یا جن تکالیف کا سامنا کرنا پڑے تو کسی قسم کا شکوہ زبان پر نہ لاؤ۔ تاریخِ انبیاء سے ثابت ہے کہ خود انبیاء اور ان کے ماننے والوں کو تکالیف کا سامنا کرنا پڑا اور کرنا پڑتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ اور کون خدا تعالیٰ کا پیارا ہو سکتا ہے۔ لیکن آپؐ کو اور آپؐ کے ماننے والوں کو جن تکالیف سے گزرنا پڑا وہ ظاہر و باہر ہیں۔ لیکن آپؐ نے اپنے صحابہ کی ایسے رنگ میں تربیت فرمائی تھی کہ شکوہ تو دُور کی بات ہے اُن پر جب کبھی تکالیف آئیں یا جنگیں ٹھونسی گئیں یا کسی بھی قسم کے ظلم کئے گئے تو صبر اور دعا کے ہتھیار ہوتے تھے جو انہوں نے استعمال کئے۔ یہ قدرتی بات ہے کہ جب لمبا عرصہ تکلیفوں اور سختیوں کی زندگی سے گزرنا پڑے تو ایک انسان ہونے کی وجہ سے اس تکلیف کے دور سے جب انسان گزرتا ہے تو وہ پریشان بھی ہوتا ہے کہ کب وہ زمانہ آئے گا جب ہمیں ان تکلیفوں اور سختیوں سے نجات ملے گی۔ کب ہم فتحیاب ہوں گے۔ کب ہمارا دشمن خدا تعالیٰ کی پکڑ میں آئے گا؟ اللہ تعالیٰ مومنوں کو تسلی دیتے ہوئے فرماتا ہے کہ یاد رکھو خدا تعالیٰ تم صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کے ساتھ کو قائم رکھنے کے لئے صبر اور دعائیں کرو۔ اللہ تعالیٰ کا ساتھ تو ایسا ساتھ ہے جو نہ صرف اس دنیا کا ساتھ ہے بلکہ مرنے کے بعد بھی ساتھ ہے۔ ایک مومن مرنے کے بعد بھی اللہ تعالیٰ کے انعاموں کا وارث بنتا ہے۔ دنیا اور آخرت کے اس ساتھ کے لئے تکالیف کو برداشت کرتے ہوئے، مستقل مزاجی سے اس سے تعلق جوڑتے ہوئے اور دعاؤں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی مدد مانگتے چلے جاؤ۔ اللہ تعالیٰ سے مدد مانگنا اور مانگنا کس طریقے سے؟ یہ ہمارا کام ہے۔ تکالیف آئیں تو ان کو برداشت کرو۔ ان سے پریشان نہ ہو۔ ان کی وجہ سے کسی قسم کا ابہام یا شبہ تمہارے دلوں میں پیدا نہ ہو۔ مستقل مزاجی کے ساتھ اور لگاتار اس سے تعلق جوڑے رکھو۔ یہ نہیں کہ آج دعاؤں پر زیادہ زور دے دیا۔ آج نمازیں پڑھ لیں۔ اگلے دن نمازوں کی طرف توجہ نہ ہوئی۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کی یاد ہمیشہ ایک مومن کے دل میں رہنی چاہئے۔ پس جب یہ چیز ہوگی، اللہ تعالیٰ سے تعلق ہوگا اور مومن دعاؤں سے اس سے مانگ رہا ہوگا تو پھر اللہ تعالیٰ اپنے فضل بھی فرماتا ہے۔ صبر کے یہ معنی بھی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے احکامات پر اپنی تمام تر استعدادوں کے ساتھ عمل کرنے کی مستقل کوشش کرتے چلے جانا۔ اور جیسے بھی حالات ہوں گناہوں سے بچنے کی کوشش کرتے چلے جانا۔ پس جس شخص کو اس کی بھوک، اس کا ننگ، اس کی تکالیف اور کسی بھی قسم کا لالچ جو اسے دیا جاتا ہے، اس بات پر مجبور نہ کرے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی رضا سے ہٹ کر کوئی کام کرے تو یہ اعلیٰ درجے کا صبر ہے۔ اور پھر ہر قسم کے حالات میں نیکیاں بجا لانے کی کوشش کرنا، نیکیوں کے اعلیٰ معیار قائم کرنا، اس کے لئے تکالیف میں سے گزرنا پڑے تو گزرنا، یہ بھی صبر کی ایک قسم ہے۔ پس جو اللہ تعالیٰ کی خاطر ہر قسم کی مشکلات سے گزر کر اور کسی بھی قسم کا لالچ دلانے کے باوجود گناہوں سے بچا اور نیکیوں پر قائم رہا وہ حقیقی صابر ہے۔ اور پھر یہ کہ جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا ہے کہ مشکلات اور تکلیفوں کے لمبے دور سے گزرنے کے باوجود خدا تعالیٰ پر کوئی شکوہ نہیں، اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے پر کوئی شکوہ نہیں۔ جو ایسے عمل کرنے والے ہیں، اس طرح اظہار کرنے والے ہیں وہ پھر حقیقی صابر کہلاتے ہیں۔

آج کل بعض لوگوں نے احمدیوں کو اپنے ایمان سے ہٹانے کی یہ کوشش بھی شروع کی ہوئی ہے جس کا پہلے بھی مَیں ایک دفعہ مختصراً ذکر کر چکا ہوں کہ وہ کہتے ہیں کہ خلیفۂ وقت یا جماعت تم میں یہ خوش فہمی پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ صبر کرو، صبر کرو اور تکالیف کا دور گزر جائے گا۔ بعض جگہوں پر بعض پمفلٹ بھی تقسیم ہوئے ہیں یا اور ذریعوں سے بہکایا جاتا ہے۔ یہ اعتراض کرنے والے کہتے ہیں کہ سو سال سے زائد کا عرصہ تو گزر گیا ہے، یہ تکلیف کا دور تو ابھی ختم نہیں ہوا اور چلتا چلا جا رہا ہے، کب گزرے گا یہ دور؟ گویا کہ احمدیوں کے جذبات کو انگیخت کرنے کی ایک مذموم کوشش ہے۔ ان کے خیال میں احمدی بہت کمزور ایمان ہیں اس طرح شاید ہمارے دام میں آ جائیں۔ ہمدردی کا لبادہ اوڑھ کر ان کو ورغلایا جائے۔ مثالیں بھی دیتے ہیں کہ کون سا نبی ہے جس کو اتنا لمبا عرصہ تکلیفوں میں سے گزرنا پڑا یا جس کی جماعت کو اتنا لمبا عرصہ تکلیفوں میں سے گزرنا پڑا۔ مثالیں تو ہر نبی کی موجود ہیں۔ اگر انہوں نے قرآنِ کریم پڑھا ہو، تاریخ کا کچھ علم ہو تو یہ مثالیں مل جاتی ہیں۔ حضرت عیسیٰؑ کے ماننے والوں کی مثال لے لیں۔ تین سو سال سے زائد عرصے تک ان کو اپنی زندگیاں بعض علاقوں میں غاروں میں چھپ کر ہی گزارنی پڑیں۔ بہر حال یہ مخالفین کی

کوشش ہوتی ہے کہ ہر قسم کے شیطانی حربے سے مومنوں کو ان کے ایمان سے ہٹانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ ایسے لوگ اِکّا دُکّا ورغلا بھی لیتے ہیں لیکن مومنین کی اکثریت اپنے ایمان پر قائم رہتی ہے۔ کسی قسم کا لالچ، کسی قسم کی تکلیف انہیں ایمان سے نہیں ہٹا سکتی اور پھر یہی نہیں بلکہ ان تکالیف پر انہیں نہ ہی نبی سے، نہ خدا سے کوئی شکوہ ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ صبر کے اعلیٰ نمونے دکھانے والے مومنین ہیں۔ وہ صبر و استقامت کی اعلیٰ مثالیں قائم کرتے ہیں۔ بعض دفعہ جیسا کہ مَیں نے کہا انسان ہے، بشر ہے، اس کے ناطے پریشانی ہوتی ہے، اور ہر زمانے میں ہر نبی کے ماننے والے بعض دفعہ اس کا اظہار بھی کر دیتے ہیں۔

مکّہ کی زندگی میں ہجرت سے پہلے باوجود اس کے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے اپنی جان کی قربانیاں بھی پیش کیں۔ ہر قسم کی سزائیں لیں۔ تکالیف برداشت کیں۔ اور ان کو برداشت کرنے کے لئے ہر وقت تیار رہتے تھے۔ لیکن پھر بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سوال کر دیا۔ اس لئے نہیں کہ ان کے ایمان کمزور تھے۔ ایمان کے وہ لوگ بڑے مضبوط تھے۔ اپنی پریشانی اور تکلیف کا اظہار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کیا کہ ہم کب تک یہ برداشت کریں گے؟ اور یہ بھی بعید نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تکلیف کو دیکھ کر یہ کہا ہو کہ کب تک آپؐ یہ تکلیفیں برداشت کرتے جائیں گے؟ جب آپ سے سوال کیا گیا تو حضرت خباب بن الأرت بیان کرتے ہیں کہ ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی تکالیف کا ذکر کیا۔ آپؐ کعبہ کے سائے میں چادر کو سرہانہ بنائے لیٹے ہوئے تھے۔ ہم نے عرض کی کہ کیا آپ ہمارے لئے اللہ تعالیٰ سے مدد نہیں مانگتے اور دعا نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ سختی کے یہ دن ختم کر دے۔ اس پر آپؐ نے فرمایا: تم سے پہلے ایسا انسان بھی گزرا ہے جس کے لئے مذہبی دشمنی کی وجہ سے گڑھا کھودا جاتا اور اس میں اسے گاڑ دیا جاتا۔ پھر آرا لایا جاتا اور اس کے سر پر رکھ کر اسے دو ٹکڑے کر دیا جاتا۔ لیکن وہ اپنے دین اور عقیدے سے نہ پھرتا۔ اور بعض اوقات لوہے کی کنگھی سے مومن کا گوشت نوچ لیا جاتا۔ ہڈیاں اور پٹھے ننگے کر دیئے جاتے۔ لیکن یہ ظلم اس کو اپنے دین سے نہ ہٹاتا۔ (صحیح بخاری کتاب المناقب باب علامات النبوۃ فی الاسلام حدیث نمبر 3612) یہ مثال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کے سامنے بیان فرمائی۔

پس آپؐ نے ایک اصولی بات الٰہی جماعتوں کے متعلق ان ابتدائی صحابہ کو بھی سمجھا دی کہ یہ تکالیف آتی ہیں اور آئیں گی۔ مخالفین کی طرف سے ظلموں کی انتہا بھی ہوتی ہے۔ لیکن یہ ظلموں کی انتہا ان کو ان کے دین سے نہیں پھیرتی۔ بلکہ صبر سے وہ ہر چیز برداشت کرتے چلے جاتے ہیں۔ پس اگر صبر اور دعا کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی مدد مانگتے رہو گے تو تم نہ صرف اپنے پر ہونے والے ظلموں سے نجات پاؤ گے بلکہ ان پر فتح بھی حاصل کرو گے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام سے بھی ایک شخص نے دعا کی درخواست کی اور بڑی پریشانی کا اظہار کیا کہ ایک مولوی جو ان کے گاؤں میں ایک سکول میں مدرس ہے اسے بڑی تکلیف دیتا ہے۔ دعا کریں کہ اس کا وہاں سے تبادلہ ہو جائے۔ اس پر یہ بات سن کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام مسکرائے اور پھر فرمایا کہ:

”اس جماعت میں جب داخل ہوئے ہو تو اُس کی تعلیم پر عمل کرو۔ اگر تکالیف نہ پہنچیں تو پھر ثواب کیونکر ہو۔ پیغمبرِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ میں تیرہ (13) برس تک دکھ اٹھائے۔ تم لوگوں کو اس زمانے کی تکالیف کی خبر نہیں اور نہ وہ تم کو پہنچیں ہیں۔ مگر آپؐ نے صحابہؓ کو صبر ہی کی تعلیم دی“۔ فرمایا کہ ”آخرکار سب دشمن فنا ہو گئے۔ ایک زمانہ قریب ہے کہ تم دیکھو گے کہ یہ شریر لوگ بھی نظر نہ آئیں گے“۔ اور فرمایا کہ ”اللہ تعالیٰ نے ارادہ کیا ہے کہ اس پاک جماعت کو دنیا میں پھیلائے۔ اب اس وقت یہ لوگ تمہیں تھوڑے دیکھ کر دکھ دیتے ہیں مگر جب یہ جماعت کثیر ہو جائے گی تو یہ سب خود ہی چپ ہو جائیں گے۔ اگر خدا تعالیٰ چاہتا تو یہ لوگ دکھ نہ دیتے اور دکھ دینے والے پیدا نہ ہوتے مگر خدا تعالیٰ اُن کے ذریعہ سے صبر کی تعلیم دینا چاہتا ہے۔ تھوڑی مدت صبر کے بعد دیکھو گے کہ کچھ بھی نہیں ہے۔ جو شخص دکھ دیتا ہے یا تو توبہ کر لیتا ہے یا فنا ہو جاتا ہے۔ کئی خط اس طرح کے آتے ہیں کہ ہم گالیاں دیتے تھے اور ثواب جانتے تھے لیکن اب توبہ کرتے ہیں اور بیعت کرتے ہیں“۔ فرمایا کہ ”صبر بھی ایک عبادت ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ صبر والوں کو وہ بدلے ملیں گے جن کا کوئی حساب نہیں ہے۔ یعنی اُن پر بے حساب انعام ہوں گے۔ یہ اجر صرف صابروں کے واسطے ہے۔ دوسری عبادات کے واسطے اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ نہیں ہے۔ جب ایک شخص ایک کی حمایت میں زندگی بسر کرتا ہے تو جب اسے دکھ پر دکھ پہنچتا ہے تو آخر حمایت کرنے والے کو غیرت آتی ہے اور وہ دکھ دینے والے کو تباہ کر دیتا ہے۔ اسی طرح ہماری جماعت خدا تعالیٰ کی حمایت میں ہے اور دکھ اٹھانے سے ایمان قوی ہو جاتا ہے۔ صبر جیسی کوئی شیئے نہیں ہے۔“

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 543-544۔ جدید ایڈیشن)

اور یہ بات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے 1902ء میں اس شخص کے سوال پر فرمائی۔ اور اتفاق سے جب مَیں حوالے تلاش کر رہا تھا، تو وہ مہینہ بھی نومبر 1902ء کا مہینہ تھا۔ ایک سو آٹھ سال پہلے آپ نے یہ بات فرمائی۔ بہرحال اس میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام اپنی سچائی اور خدا تعالیٰ کی طرف سے ہونے پر کامل یقین کا اظہار کرتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے الفاظ میں اس یقین کا اظہار ہے کہ مَیں یقیناً خدا تعالیٰ کا فرستادہ ہوں اور اس کی مدد آئے گی اور یقیناً آئے گی۔ اللہ تعالیٰ کی تمام تر تسلیوں اور پیش خبریوں کا نتیجہ تھا کہ آپ نے اس وثوق اور یقین سے یہ بات فرمائی۔ گویا یہ بھی ایک پیشگوئی تھی۔ اور آج ہم یہ امر روزِ روشن کی طرح ظاہر ہوتا دیکھ رہے ہیں جو آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ارادہ فرمایا ہے کہ اس پاک جماعت کو دنیا میں پھیلائے۔ آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ جماعت دنیا میں پھیلی ہوئی ہے۔ یہ لوگ ایک کوشش کرتے ہیں۔ احمدیوں پر زیادتیاں کرنے والے، ظلم کرنے والے تکلیفیں دینے کی کوشش کرتے ہیں، ظلم کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ مثلاً پاکستان میں سکولوں اور کالجوں میں ہمارے احمدی بچوں کو، بچیوں کو تنگ کیا جاتا ہے۔ وہاں سے نکالنے کی کوشش ہوتی ہے۔ کاروبار کرنے والوں کو نقصان پہنچانے کی کوشش کرتے ہیں۔ جان سے مارنے کی کوشش ہوتی ہے۔ اور اس کے نتیجے میں کئی احمدی جو ہیں وہ شہید ہوئے۔ لیکن ان سب کوششوں کے باوجود جماعت دنیا میں پھیل رہی ہے۔ نہ صرف یہ مثلاً اگر طلباء کے ساتھ پاکستان میں ظلم ہو رہا ہے تو پاکستان سے باہر آ کر بہت سے طلباء نے تعلیم حاصل کرنے کی کوشش کی اور نہ صرف اس میں کامیابیاں حاصل کیں بلکہ جماعت کی تعلیم کے پھیلانے کا ذریعہ بھی بنے۔ کاروبار والوں سے زیادتی کی تو یہ احمدی اپنے کاروبار باہر کی دنیا میں پھیلانے لگ گئے۔ اور نہ صرف ان کے کاروبار پھیلے بلکہ احمدیت بھی متعارف ہوئی۔ پھر شہادتیں ہیں، شہادتوں کی وجہ سے بعض احمدیوں کو ہجرت کرنا پڑی۔ ان کے خاندانوں کو ہجرت کرنا پڑی۔ اور اس کی وجہ سے بھی جماعت دنیا میں پھیل رہی ہے۔ بلکہ جماعت کا پھیلنا تو الٰہی تقدیر ہے جس کا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے ذکر فرمایا ہے۔ احمدیوں پر مظالم کی وجہ سے جماعت زیادہ تیزی سے دنیا میں پھیل رہی ہے۔ اور یہ مظالم جو ہیں جماعت کے پھیلانے کا باعث بن رہے ہیں۔ جماعت دنیا میں اس طرح متعارف ہو رہی ہے کہ آدمی حیران رہ جاتا ہے۔ باہر کی دنیا میں، یعنی پاکستان سے باہر کی دنیا میں بیعتوں کی تعداد ہر روز بڑھ رہی ہے۔ پس جب یہ عمل شروع ہے اور جماعت پھیل رہی ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی پیشگوئی اور خدا تعالیٰ کے وعدے بڑی شان سے پورے ہو رہے ہیں تو انشاء اللہ تعالیٰ آپ کی یہ پیشگوئی بھی پوری ہو جائے گی کہ جب یہ جماعت کثیر ہو جائے گی تو یہ خود ہی چُپ ہو جائیں گے۔ یہ بھی آپ کے الفاظ کے ساتھ ہے۔ پس ہماری کوشش یہ ہونی چاہئے کہ قلت کو کثرت میں بدلنے کے لئے بھرپور کوشش کریں۔ ہماری کوشش کیا ہونی ہے، اللہ تعالیٰ ہمیں ثواب میں حصہ دار بنانے کے لئے یہ فرماتا ہے کہ تبلیغ کرو، پیغام پہنچاؤ۔ ورنہ جس طرح جماعت کے پھیلنے کی رفتار ہے اور جو نتائج ظاہر ہو رہے ہیں وہ کسی انسان کی کوشش کا نتیجہ نہیں ہو سکتے۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ خط آتے ہیں کہ ہم توبہ کرتے ہیں اور جماعت میں شامل ہوتے ہیں۔ وہی مخالفین جو پہلے دشمنیاں کرتے تھے اب خط لکھنے لگ گئے ہیں کہ ہم توبہ کر کے جماعت میں شامل ہوتے ہیں۔ اسی طرح آج تک یہ سلسلہ قائم ہے بلکہ مخالف علماء اور پادریوں تک میں یہ حرکت پیدا ہو رہی ہے کہ احمدیت کی سچائی ان کے دلوں میں گھر کر رہی ہے۔ اور انہوں نے، پادریوں تک نے بیعت کا اظہار کرنا شروع کر دیا ہے۔ پس یہ انقلاب اللہ تعالیٰ دلوں میں پیدا کر رہا ہے۔ پس اگر ہم صبر اور دعا کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی مدد مانگتے رہے، اللہ تعالیٰ کے آگے جھکے رہے تو انشاء اللہ تعالیٰ ہم یہ انقلاب دیکھیں گے کہ جو قلت ہے وہ کثرت میں بدل جائے گی۔ یہ اعتراض کرنے والے اگر زندہ ہوئے تو یہ بھی دیکھیں گے ورنہ ان کے بچے دیکھیں گے۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ تم دیکھو گے۔ پس وہ زمانہ قریب ہے کہ تم دیکھو گے کہ یہ شریر لوگ بھی نظر نہ آئیں گے۔ اُس وقت تو یہ شریر خود بخود مٹ جائیں گے۔

پس اللہ تعالیٰ فتوحات ان کو دیتا ہے جن کے ایمانوں میں پختگی ہو۔ جن کے صبر کا معیار اعلیٰ ہو۔ جن کو اللہ تعالیٰ کے وعدوں پر یقینِ کامل ہو۔ یہ دُکھ اور عارضی تکلیفیں ایمانوں میں جِلا پیدا کر رہی ہوں۔ ان کو پتہ ہو کہ یہ تو ہمارے لئے کھاد کا کام دینے کے لئے ہیں۔ پس ہمارا کام ہے کہ عارضی ابتلاؤں اور مشکلات سے صبر و استقامت دکھاتے ہوئے گزرتے چلے جائیں۔ اپنی دعاؤں میں پہلے سے بڑھ کر توجہ کریں۔

ایک جگہ اللہ تعالیٰ نے یہ بھی بتایا کہ وہ کون لوگ ہیں جو صبر اور دعا سے کام لیتے ہیں۔ فرماتا ہے وَاسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوۃِ وَ اِنَّھَا لَکَبِیْرَۃٌ اِلَّا عَلَی الْخٰشِعِیْنَ (البقرۃ:46) اور صبر اور نماز کے ساتھ مدد مانگو۔ اور یقیناً یہ عاجزی کرنے والوں کے سوا سب پر بوجھل ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ سے تعلق میں وہی لوگ آگے بڑھ سکتے ہیں، صبر انہی لوگوں میں پیدا ہوتا ہے جو عاجزی دکھاتے ہیں۔ کبھی متکبر آدمی صبر کا مظاہرہ

THOMPSON & CO SOLICITORS

New Office in Morden

Consult us for your legal requirements

such as Immigration & Nationality, Conveyancing , Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings,Wills & Probate, Criminal Litigation .

Contact: Anas A.Khan, John Thompson , Naeem Khan, David Brocklesby (Member of Family Law Panal) & David Wilson.

Head Office: 1st floor 48 Tooting High Street London SW17 0RG Tel:020 8767 5005

Branch Office :14-16 Mitcham Road, SW17 9NA Tel: 020 8682 4040

Morden Branch:164 Kenley Road - Morden SW19 3DL Tel: 020 8545 0697

Mobile: 07702896350 -- *24hrs Crime Line: 07533667921*

نہیں کرسکتا۔کبھی متکبر آدمی اللہ تعالیٰ کے حضور اس طرح نہیں جھکتا جو اس کے حضور جھکنے کا حق ہے۔اور جب یہ نہیں ہوتا تو اللہ تعالیٰ کی حمایت سے بھی محروم رہ جاتا ہے۔حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کو جب خدا تعالیٰ نے یہ فرمایا کہ 'تیری عاجزانہ راہیں اسے پسند آئیں'۔تو وہیں یہ اعلان تھا کہ جس کام کے لئے اللہ تعالیٰ آپ کو کھڑا کرنے لگا ہے اُس میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے انشاء اللہ تعالیٰ کامیابیاں آپ کے قدم چومیں گی۔اللہ تعالیٰ جو کام آپ سے لینے لگا ہے اس میں اللہ تعالیٰ اس قدر برکت ڈالنے والا ہے کہ تمام تر مخالفتوں اور دشمنیوں کے باوجود انجامکار آپ کے مشن نے کامیاب ہونا ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہو رہا ہے۔پس ہم احمدیوں کو تو ذرّہ بھر بھی اس میں شک نہیں کہ احمدیت کی مخالفت احمدیت کے راستے میں روک نہیں ڈال سکتی ہے۔اللہ تعالیٰ کی حمایت کے مختلف جگہوں پر قرآنِ کریم میں اعلانات ہیں۔اللہ تعالیٰ نے ہمیں مختلف جگہوں پر یہ بتایا ہے کہ میں اپنے بندوں کی، اپنی جماعت کی جس کو میں کھڑا کروں اُس کی حمایت کرتا ہوں۔اور یہ باتیں ہمیں اس بات پر پختہ کرتی چلی جاتی ہیں کہ احمدیت کا غلبہ انشاء اللہ ہو گا۔

ایک مومن کی زندگی بھی خدا کی رضا کے حصول کے لئے ہے۔اور مرنے کے بعد کی بھی جو زندگی ہے اُس کو بھی یہی یقین قائم کرتا ہے کہ اس دنیا میں اللہ تعالیٰ کی خاطر جو تکالیف اور مشکلات ہیں یہ ہنستے کھیلتے برداشت کرلو گے تو آخری زندگی میں اللہ تعالیٰ کے انعامات کے وارث بن جاؤ گے۔یقیناً یہ مشکلات اللہ تعالیٰ کے وعدے کے مطابق اللہ تعالیٰ سے ملانے کا باعث بنیں گی۔اللہ تعالیٰ عاجزی کرنے والوں کے بارہ میں مزید تسلی دیتے ہوئے فرماتا ہے کہ اَلَّذِیْنَ یَظُنُّوْنَ اَنَّھُمْ مُلٰقُوْا رَبِّھِمْ وَاَنَّھُمْ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ (البقرۃ:47) یعنی کہ عاجزی دکھانے والے اور صبر اور استقامت دکھانے والے اور دعا کرنے والے یہ وہ لوگ ہیں جو یہ یقین رکھتے ہیں کہ وہ اپنے رب سے ملنے والے ہیں اور یہ کہ اُسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔گویا اس آیت اور پہلی آیت کا مضمون یہ بنا کہ صبر اور استقامت دکھانے والے اور خدا تعالیٰ سے اپنے معاملات میں مدد مانگنے والے، خوشی اور غمی میں اس واحد و یگانہ کی طرف جھکنے والے وہ لوگ ہیں جو ہمیشہ عاجزی دکھاتے ہیں۔اور اس عاجزی کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ کے انعامات کے وارث ٹھہرتے ہیں۔کسی قسم کے تکبّر کی بُو ان میں نہیں آتی۔اس دنیا کی زندگی میں بھی اُخروی زندگی کے حصول کے لئے وہ کوشش کرتے رہتے ہیں۔یعنی ایک مومن دنیاداروں کی طرف سے کھڑے کئے ہوئے مصائب اور مشکلات سے بچنے کے لئے خدا تعالیٰ کے حضور عاجزی سے جھکتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی مدد کا طلب گار رہتا ہے۔اس کا صبر، اس کی دعائیں انہیں پھر عاجزی میں مزید بڑھاتی ہیں تا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے مزید فضلوں کا وارث بنتا چلا جائے۔ان کے پائے استقلال میں کبھی لغزش نہیں آتی۔اگر اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ اس زمانے میں دین کے لئے جنگ منع ہے جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے آ کر یہ اعلان فرمایا تو اپنی جانیں قربان کر دیتے ہیں لیکن اپنے صبر و استقلال اور خدا تعالیٰ سے تعلق پر حرف نہیں آنے دیتے۔کیونکہ ان کو یہ یقین ہوتا ہے کہ یہ دنیا عارضی ہے اور مرنے کے بعد اللہ تعالیٰ سے ملنا ہے۔اس لئے اس کے احکام پر عمل ضروری ہے۔اللہ کی جو خواہش ہے اور اس کے بھیجے ہوئے فرستادے نے جو ہمیں بتایا ہے اُس پر عمل کرنا ضروری ہے۔ہم جان تو دے سکتے ہیں لیکن اُن حکموں سے سرِ مُو ہٹ نہیں سکتے۔پس یہاں اُن نام نہاد جہادی تنظیموں اور شدت پسندوں کو بھی پیغام ہے جو اپنے زعم میں اسلام کا نظام رائج کرنے کے لئے دہشتگردی اور خُودکُش حملے کر کے دنیا کا سکون برباد کر رہے ہیں، معصوموں کو قتل کر رہے ہیں کہ تمہارے یہ عمل اللہ تعالیٰ کی نظر میں مقبول نہیں ہیں۔اگر اللہ تعالیٰ سے تعلق کا دعویٰ ہے تو معصوم جانوں کو ختم کرنے کے بعد فخر سے یہ اعلان نہ کرو کہ ہمارا کام ہے جو ہم نے کیا ہے۔بلکہ کوشش یہ ہو کہ ہم نے عاجزی اختیار کرتے رہنا ہے اور صبر اور دعا کا دامن ہاتھ میں پکڑنا ہے۔اپنی برتری ثابت کرنے کے لئے ملکی قانون کو اپنے تابع نہیں کرنا یا اس کے لئے کوشش نہیں کرنی۔یہ تو متکبر لوگوں کی نشانی ہے اور متکبّروں کی اللہ تعالیٰ کبھی اعانت اور مدد نہیں فرماتا۔آج یہ اعزاز، یہ سوچ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک احمدی کی ہے اور ایک احمدی کو ہی حاصل ہے کہ عاجز بنتے ہوئے خدا تعالیٰ کی مدد کی تلاش میں رہتا ہے۔عاجزی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حضور جھکتا ہے۔عاجزانہ راہیں اختیار کرتے ہوئے نیکیوں میں قدم آگے بڑھاتا ہے۔اور بَشِّرِ الصَّابِرِیْنَ اور اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ کا اعزاز حاصل کرنے کے لئے ہر قسم کی مشکلات میں سے گزرتا چلا جاتا ہے۔بلکہ جان تک کا نذرانہ پیش کرنے میں کوئی عار نہیں سمجھتا۔انہیں لوگوں کو خدا تعالیٰ نے یہ خوشخبری بھی دی ہے کہ اُولٰٓئِکَ عَلَیْھِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّھِمْ وَرَحْمَۃٌ وَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُھْتَدُوْنَ (البقرۃ:158) کہ یہی وہ لوگ ہیں جن پر ان کے ربّ کی طرف سے برکتیں نازل ہوتی ہیں اور رحمت بھی ہے اور یہی لوگ ہدایت پانے والے ہیں۔پس ہمیں کوئی جو چاہے کہے یا کہتا چلا جائے کہ اتنے لمبے عرصے کے جو ابتلا ہیں یہ تمہیں جھوٹا ثابت کر رہے ہیں۔ہمیں اس کی ذرّہ بھر بھی پرواہ نہیں کیونکہ خدا تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے۔خدا تعالیٰ ہمارے ان ابتلاؤں پر صبر کی وجہ سے ہم پر برکتیں نازل فرما رہا ہے جن کو ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں اور ہم ہی ہیں جنہیں ہدایت یافتہ ہونے کی سند بھی اللہ تعالیٰ عطا فرما رہا ہے۔پس ہمارا کام ہے کہ جو بھی ہم پر گزر جائے کبھی صبر اور دعا کے دامن کو ہاتھ سے نہیں جانے دینا، کبھی اس کو نہیں چھوڑنا تا کہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے ہم وارث بنتے چلے جائیں۔اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

اس کے بعد اب مَیں ایک شہید کا ذکرِ خیر کروں گا جن کو گزشتہ دنوں میں مردان میں شہید کر دیا گیا۔

یہ مکرم شیخ محمود احمد صاحب ابن مکرم نذیر احمد صاحب ہیں۔آٹھ نومبر سوموار کے دن تقریباً رات کو پونے آٹھ بجے یہ اور ان کا بیٹا عارف محمود اپنی دکان سے گھر واپس آ رہے تھے۔گھر کے قریب پہنچے ہیں تو نامعلوم موٹر سائیکل سواروں نے ان پر فائرنگ کر دی۔ بیٹا موٹر سائیکل چلا رہا تھا اور شیخ صاحب پیچھے بیٹھے تھے۔فائرنگ کرنے والوں نے پیچھے سے فائر کیا تھا۔اس کے بعد فرار ہو گئے۔تین فائر شیخ محمود احمد صاحب کو لگے اور ایک فائر ان کے بیٹے عارف محمود کو لگا۔فائرنگ کے نتیجے میں شیخ صاحب موقع پر وفات پا گئے۔اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔بیٹا زخمی ہے ہسپتال میں داخل ہے۔اٹھائیس سال اس کی عمر ہے۔اللہ تعالیٰ اس کو شفائے کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔بیٹے نے بھی بڑی جرأت کا مظاہرہ کیا ہے۔اس سے جب ربوہ سے بات کی گئی تو اس نے کہا فکر نہ کریں۔یہ گولیاں اور یہ زخمی کرنا ہمارے ایمانوں کو نہیں ہلا سکتا۔اس کی مجھے کوئی پرواہ نہیں کہ زخمی ہوا ہوں۔انشاء اللہ تعالیٰ ہم اسی طرح ڈٹے ہوئے ہیں اور کوئی فکر کی بات نہیں۔شہید مرحوم کے دادا نے 1907ء میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔اس طرح ان کو صحابی ہونے کا شرف بھی حاصل تھا۔ان کے والد نے 1932ء میں خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔یہ لوگ کوئٹہ میں رہتے تھے۔پھر 1935ء میں مردان آ گئے۔اور دو مہینے پہلے مسجد مردان پر جو حملہ ہوا تھا، اس میں ان کے بھتیجے شیخ حامد رضا شہید ہوئے تھے۔یہ تجارت پیشہ خاندان ہے۔اللہ کے فضل سے کاروبار ان کا اچھا چل رہا ہے۔اس کی وجہ سے مخالفین و معاندین کی نظر میں تھے۔شیخ صاحب اور ان کے بھائیوں کو مختلف وقتوں میں اسیرِ راہِ مولیٰ رہنے کی بھی توفیق ملی۔ ان لوگوں پر بیس (20) جماعتی مقدمات ہیں۔اور ان پر ہمیشہ ظلم ہوتے چلے آ رہے ہیں۔1974ء میں بھی ان کے ایک بھائی شیخ مشتاق صاحب کو ضلع بدر کر دیا گیا تھا۔1974ء کی کارروائی میں مولانا دوست محمد صاحب شاہد جب مدد کیا کرتے تھے تو ان کو حوالوں کے لئے دو کُتب کی ضرورت پڑی۔شیخ صاحب اُن دنوں میں اسلام آباد ہوتے تھے۔ان سے ذکر کیا تو انہوں نے وہاں جا کر دو دفعہ وہ کتاب لا کر دی جو حوالے کے لئے چاہئے تھی اور اسمبلی کی کارروائی میں حوالہ دینے کے کام آئی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے نوجوانی میں ہی یہ جماعت کے بڑے خدمت گزار تھے۔ان کو 2008ء میں اغوا بھی کر لیا گیا تھا اور پھر تاوان دے کر ان کو رہائی ملی۔پہلے تو اغوا کرنے والے ان پر بڑی سختی کرتے رہتے تھے۔لیکن جب دیکھا کہ یہ تو نمازیں پڑھنے والا اور ذکرِ الٰہی کرنے والا، تہجد پڑھنے والا ہے تو پھر آہستہ آہستہ ان کا دل نرم ہو گیا۔اور دل نرم ہونے کے بعد یہ اثر ہوا کہ اس گرمی میں ٹھنڈے پانی اور پنکھے کی سہولت میسر کر دی۔اور پھر یہ بھی اغوا کرنے والوں کے دل کی نرمی ہے کہ جتنے پیسے وہ مانگ رہے تھے، اس سے کم پر ان کو رہا کر دیا۔یہ تو ان کا حال ہے۔کچھ عرصہ پہلے ان کی دکان کے قریب بم رکھ کر اس کو اڑانے کی کوشش کی گئی تھی اس سے بھی کچھ نقصان ہوا تھا۔بہر حال ہمیشہ سے یہ مردان میں ہیں۔یہ خود بھی اور ان کا خاندان بھی بڑی سختیاں جھیلتا چلا جا رہا ہے۔اللہ تعالیٰ ان شہید کے درجات بلند کرے اور باقی خاندان کو بھی اپنی حفاظت میں رکھے بلکہ ہر احمدی کو اپنی حفاظت میں رکھے جو مردان میں یا پاکستان کے کسی بھی شہر میں ہے۔کیونکہ دشمنوں کے ارادے بد سے بدتر ہوتے چلے جا رہے ہیں۔

نمازوں کے بڑے پابند تھے اور خطبات بڑے غور سے سنتے تھے اور اپنے سارے خاندان کو سنوایا کرتے تھے۔مختلف جگہوں پر خدمتِ خلق کا کام، رفاہِ عامہ کا کام بھی کیا کرتے تھے۔مردان شہر میں مختلف جگہوں پر ٹھنڈے پانی کی سہولت کے لئے بجلی کے واٹر کولر لگوا کر دیئے ہوئے تھے۔اہلیہ کے علاوہ ان کے دو بیٹے اور دو بیٹیاں ہیں۔ایک بڑے بیٹے زخمی ہیں۔بچوں کی عمر اٹھائیس سال سے لے کر بیس سال تک ہے۔اللہ تعالیٰ ان سب لواحقین کو بھی صبر اور ہمت اور حوصلہ دے۔حفاظت میں رکھے۔ابھی نمازوں کے بعد انشاء اللہ ان کا نمازِ جنازہ غائب پڑھاؤں گا۔

اس کے علاوہ ہمارے سلسلے کے ایک پرانے بزرگ مکرم چوہدری محمد صدیق صاحب ہیں جو خلافت لائبریری کے انچارج ہوتے تھے۔ان کی گزشتہ دنوں وفات ہوئی ہے۔اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ واقفِ زندگی تھے اور 1915ء میں پیدا ہوئے۔1906ء میں ان کے والد نے بیعت کی تھی۔ان کی والدہ کی تو اس سے پہلے کی بیعت تھی۔1935ء میں انہوں نے پنجاب یونیورسٹی سے مولوی فاضل کیا اور تیسری پوزیشن لی۔اس کے بعد جامعہ احمدیہ میں داخلہ لے لیا۔اور 1938ء میں وہاں سے فارغ ہو کر حضرت مصلح موعودؓ کی خدمت میں وقف کی درخواست دی۔پھر 1960ء میں انہوں نے پرائیویٹ بی۔اے کیا اور لائبریری سائنس کا ڈپلومہ کیا۔خلافت لائبریری کے لائبریرین تھے۔پڑھنے کا شوق تھا۔1964ء میں

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission

Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years

Free management Service

Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

تعلیم الاسلام کالج میں عربی کی کلاسیں شروع ہوئی ہیں تو پھر ایم۔اے عربی کا وہاں طلباء کا پہلا بیچ (Batch) تھا اس میں یہ شامل تھے۔اور عربی میں پوری یونیورسٹی میں اس سال انہوں نے پہلی پوزیشن لی۔1931ء میں حضرت مصلح موعودؓ نے جو احمدیہ کور قائم کی اس کے بھی آپ ممبر تھے۔اور 1934ء میں نیشنل لیگ کے قیام پر آپ بھی اس میں شامل تھے۔1938ء میں خدام الاحمدیہ کے ابتدائی ممبران میں شامل ہوئے اور معتمد خدام الاحمدیہ مرکزیہ، ایڈیٹر خالد اور قائمقام صدر کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔اس وقت حضرت مصلح موعودؓ خود صدر مجلس خدام الاحمدیہ تھے۔1947ء میں ہجرت کے موقع پر حضرت امّاں جان اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی باقی اولاد کے ساتھ ہی یہ قافلے کو لے کر آئے۔1948ء میں فرقان بٹالین میں شرکت کی۔اور 1948ء میں ربوہ کی سرزمین پر جو خیمے گاڑھے گئے تھے ان کا انتظام بھی آپ کے ذمے تھا اور پہلی رات آپ کو ربوہ میں بسر کرنے کی توفیق ملی۔ حضرت مصلح موعودؓ نے آنا تھا تو ان کو پہلے بھیجا گیا تاکہ خیمے وغیرہ گاڑیں۔یہ جب ربوہ آبادی کے لئے گئے ہیں تو یہ اور عبدالسلام اختر صاحب خیمے اور چھولداریاں سائبان وغیرہ لے کر گئے۔سیلاب کی وجہ سے راستے کٹے ہوئے تھے ایک لمبے راستے سے ان کو آنا پڑا۔اس زمانے میں تعلیم الاسلام سکول عارضی طور پر چنیوٹ میں ہوتا تھا۔اور اس کے ہیڈ ماسٹر سید محمود اللہ شاہ صاحب تھے۔ان کو انہوں نے کہا کہ ہم نے رات وہاں رہنا ہے تو لڑکوں کے ہاتھ کچھ لالٹین بھجوا دیں تاکہ روشنی ہوتی رہے۔جب ربوہ پہنچے ہیں تو اس وقت سورج ڈوب رہا تھا۔انہوں نے اندازہ لگایا کہ ربوہ کی جو زمین ہے اس کا وسط کہاں ہے؟ درمیان کہاں ہے؟ اور پھر وہاں انہوں نے خیمے لگائے۔بنجر اور بیابان جگہ تھی، جو چند لوکل، مقامی راہگیر وہاں سے گزرا کرتے تھے، وہ بڑے حیران کہ اس جگہ یہ دو آدمی بیٹھ کے کیا کر رہے ہیں؟ بہرحال جو سامان لانے والے ٹرک تھے ان کو انہوں نے رخصت کیا۔اور خاموشی سے یہ دونوں وہاں بیٹھ گئے، دعائیں کرنے لگے۔نظمیں سنانے لگے۔اختر صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے شعر بلند آواز سے سنانے لگے۔کہتے ہیں کہ اس وقت کیونکہ آبادی تھی نہیں اور اردگرد سب پہاڑ تھے تو پہاڑوں سے ٹکرا کر ان کی نظموں کی آواز جو تھی، وہ اور زیادہ گونج پیدا کر رہی تھی۔پھر انہوں نے دیکھا کہ دور سے ایک ہلکی سی روشنی نظر آ رہی ہے۔یہ شاہ صاحب کو جو کہہ کے آئے تھے ناکہ سکول کے بچوں کے ہاتھ لالٹینیں بھجوا دیں تو دیکھا کہ چھ میل کے فاصلے سے وہ بچے ان کے لئے لالٹین لے کے آ رہے تھے، جن میں سے دو بچے بنگالی تھے اور ایک سیلون کا تھا۔بہرحال یہ بچے بھی کافی دیر سے پہنچے۔اس کے بعد رات کو احمد نگر وہاں قریبی گاؤں ہے، وہاں سے ان کو کھانا آیا تو اس طرح انہوں نے یہ پہلی رات ربوہ میں بسر کی۔

اسی طرح ان کے بہت سے تاریخی کام ہیں۔حضرت مصلح موعودؓ نے 1940ء میں علماء کی کمی پوری کرنے کے لئے نوجوانوں کو تیار کرنے کی خاطر مختلف مضامین میں غیر از جماعت جید علماء سے تدریس کا پروگرام بنایا تو اس میں بھی یہ شامل تھے۔بہرحال ان کی خدمات کا ایک لمبا عرصہ ہے۔اور بعد میں لائبریرین کے طور پر یہ ریٹائر ہوئے تھے۔اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے۔تحریکِ جدید کے ممبر تھے۔صدر انجمن احمدیہ کے ابتدائی ممبروں میں سے تھے۔پاکستان آنے کے بعد جو انجمن بنی ہے اس کے بھی ممبروں میں سے تھے۔ربوہ کے صدر عمومی رہے ہیں۔بڑا عرصہ لمبا انہوں نے خدمات انجام دی ہیں۔اور مَیں نے دیکھا ہے کہ مرتبے کے بزرگ تھے، عمر بڑی تھی۔بہت فرق ہے میرا اور ان کی عمر کا۔لیکن مَیں نے دیکھا ہے اللہ تعالیٰ کے فضل سے انتہائی عاجزی سے ہر ایک کو ملنے والے اور وفادار کارکن تھے۔جہاں سختی اور دھڑلے کی ضرورت ہوتی تھی وہاں اس سے بھی کام لیتے تھے۔لیکن بہرحال اچھی انتظامی صلاحیت تھی۔اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے۔

اس کے علاوہ ایک اَور جنازہ ہے۔ان کا بھی جنازہ غائب ابھی ادا ہوگا۔تیسرا جنازہ غائب مکرم مسعود احمد خورشید سنوری صاحب کا ہے۔ان کی وفات کو دو مہینے گزر گئے ہیں۔یہ بھی مختلف حیثیتوں سے خاص طور پر کراچی میں جماعت کی خدمات سرانجام دیتے رہے ہیں اور امریکہ میں بھی۔ان کی بچیاں بھی جماعت کی یہاں خدمات انجام دے رہی ہیں اور ان کی آگے اولادیں بھی۔اللہ تعالیٰ ان کے بھی درجات بلند کرے۔

جیسا کہ مَیں نے کہا ان سب کی نمازِ جنازہ غائب انشاءاللہ ابھی ادا ہوگی۔

احمدیہ مسلم جماعت البانیہ کے تیسرے جلسہ سالانہ کا بابرکت انعقاد

(رپورٹ: شاھد احمد بٹ۔مبلغ سلسلہ البانیہ)

الحمدللہ ثم الحمدللہ کہ جماعت مسلمہ احمدیہ البانیہ کو مورخہ 10؍اکتوبر 2010ء بروز اتوار کو جماعتی روایات کے مطابق اپنا تیسرا جلسہ سالانہ ’دارالفلاح‘ مشن ہاؤس ترانہ (Tarana) میں منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ جلسہ کی تشہیر کیلئے ایک دیدہ زیب دعوت نامہ تیار کر کے افرادِ جماعت کے ذریعہ زیرِ رابطہ افراد تک پہنچایا گیا۔شعبہ رجسٹریشن کے تحت تمام شرکاء میں کارڈ تقسیم کئے گئے۔

اِمسال تاریخ احمدیت اور نظامِ خلافت کے متعلق تصاویر پر مشتمل ایک خوبصورت نمائش کے انعقاد کے علاوہ امام مہدی اور مسیح موعودؑ کی آمد کے متعلق قرآن وحدیث سے ثابت شدہ پیشگوئیوں کو دیدہ زیب پوسٹرز کی صورت میں پیش کیا گیا جو خاص طور پر حاضرین جلسہ کی توجہ کا مرکز رہی۔علاوہ ازیں البانین زبان میں شائع شدہ جملہ کتب اور جماعت کی طرف سے مختلف زبانوں میں قرآنِ کریم کے تراجم پر مشتمل ایک بُک اسٹال کا بھی انعقاد کیا گیا۔

اِمسال جلسہ میں ہمسایہ ممالک کوسووو اور مقدونیا سے تشریف لائے ہوئے وفود کے علاوہ محترم عبداللہ واگزہاؤزر امیر جماعت جرمنی، مکرم عیسیٰ رُستمی صاحب صدر جماعت کوسووو اور مکرم محمد زکریا خان صاحب آف سویڈن نے بھی شرکت کی۔نیز ایم ٹی اے جرمنی کے نمائندہ نے جلسہ کی تمام کارروائی کو ریکارڈ کیا۔

جلسہ کا آغاز مورخہ 10؍اکتوبر کو نمازِ تہجد سے ہوا۔ٹھیک دس بجے جلسہ کی کارروائی کا باقاعدہ آغاز محترم امیر صاحب جرمنی کی زیرِ صدارت ہوا۔مکرم صمد احمد صاحب غوری مبلّغ سلسلہ البانیہ نے تلاوت قرآن کریم و ترجمہ پیش کیا جب کہ عزیز بیکِم بِتسی (Bekim Bici) نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے بابرکت عربی قصیدہ کے اشعار خوش الحانی سے پڑھ کر سنائے۔بعد ازاں خاکسار نے سیّدنا حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خصوصی پیغام پیش کیا جو حضور انور نے ازراہِ شفقت احبابِ جماعت البانیہ کے نام تحریر فرمایا تھا۔جس میں تمام احباب جماعت کو محبت بھرا اسلام پہنچانے کے بعد تلقین کی گئی کہ آپ لوگوں کے لئے میرا پیغام ہے کہ اپنے ایمانوں میں ترقی کریں۔عبادت اور ذکرِ الٰہی پر زور دیں۔اور اسلام کے بنیادی عقائد سیکھیں۔

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے پیغام کے معاً بعد مکرم بُیار رامائے صاحب نے ’’گناہ سے نجات کیوں کر حاصل ہو اور خدا تعالیٰ سے تعلق کس طرح قائم ہو‘‘ کے عنوان پر ایک اہم تقریر کی جس میں موصوف نے قرآن و احادیث اور تحریرات حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی روشنی میں مختلف اُمور کی نشاندہی کی جو اِنسان کی روحانی و اخلاقی حالت پر بد اثر ڈالتے ہیں اور خدا تعالیٰ سے تعلق کی راہ میں رُکاوٹ بنتے ہیں۔ بعد ازاں مکرم محمد زکریا خان صاحب آف سویڈن نے ’’سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم بحیثیت امن کا پیامبر‘‘ کے عنوان پر تاریخِ اسلام کی روشنی میں ایک مدلل تقریر کی۔اپنے مخصوص انداز میں موصوف نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ سیرت سے مختلف واقعات پیش کر کے ثابت کیا کہ اسلام نہ صرف امن کا ضامن ہے بلکہ اُس کی پُر امن تعلیمات بنی نوع انسان میں حقیقی اخوت اور مساوات کی بنیاد ڈالتی ہیں۔

بعد ازاں مکرم صمد احمد صاحب غوری مبلّغ سلسلہ البانیہ نے ’’حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آمد کے نشانات۔ قرآن وحدیث کی روشنی میں‘‘ کے موضوع پر ایک نہایت مدلل اور جامع تقریر فرمائی۔اِس تقریر کے ساتھ ہی پہلا اجلاس اپنے اختتام کو پہنچا۔

نماز ظہر وعصر کی ادائیگی کے بعد جلسہ کا دوسرا اجلاس تلاوتِ قرآنِ کریم اور نظم کے بعد محترم عیسیٰ رُستمی صاحب صدر جماعت احمدیہ کوسووو نے ’’اِسلام اور امنِ عالم‘‘ کے عنوان پر تقریر کی۔موصوف نے قرآنی آیات کی روشنی میں امن عالم کے متعلق اسلامی تعلیمات پیش کیں اور موجودہ دَور میں جماعت احمدیہ کی طرف سے اِس میدان میں کی جارہی عالمی کاوشوں کا ذکر کیا۔بعد ازاں مکرم اَرتان شلا کو (Artan Shllaku) صاحب نے ’’جماعت مسلمہ احمدیہ مالی قربانیوں اور خدمتِ اِنسانیت کے میدان میں‘‘ کے عنوان پر تقریر کی۔موصوف نے قرآن وحدیث کی روشنی میں خدمتِ انسانیت کی اہمیت واضح کی اور جماعت احمدیہ کی طرف سے دُنیا بھر میں ’’محبت سب کیلئے نفرت کسی سے نہیں‘ کے ماٹو کے ساتھ بلاامتیاز مذہب وملّت کی جانے والی بے لوث خدمات کا ذکر کیا۔موصوف نے جماعت کے ذریعہ کئے جانے والے مالی جہاد کا ذکر کرتے ہوئے مختلف مالی تحریکات کا ذکر کیا کہ کس طرح افرادِ جماعت دعوتِ اسلام کی خاطر عظیم الشان مالی قربانیوں میں مصروف ہیں۔

تقاریر کے بعد سوال و جواب کی ایک دلچسپ مجلس منعقد ہوئی جس میں حاضرین جلسہ کو سوالات کرنے کا موقعہ دیا گیا۔چنانچہ حاضرین کی طرف سے مختلف موضوعات پر سوالات کئے گئے جن کے مدلل جوابات مکرم محمد زکریا خان صاحب نے بیان فرمائے۔

آخر میں محترم امیر صاحب جماعت احمدیہ جرمنی نے اختتامی تقریر کی۔موصوف نے دورانِ سال لاہور میں جماعت احمدیہ کی دو مساجد پر ہونے والے حملہ کے واقعات کی تفصیل بیان فرمائی اور بتایا کہ کس طرح مظالم اور ابتلاؤں کے نتیجہ میں جماعت احمدیہ کے عزم و ایمان میں مزید تقویت و مضبوطی پیدا ہوئی ہے۔موصوف نے بلقان میں بسنے والے احمدی مسلمانوں کو اپنے عمدہ کردار اور اعلیٰ نمونہ کے ذریعہ سے معاشرہ کے سامنے اسلام کی حقیقی امن پسند تصویر پیش کرنے کی ضرورت پر زور دیا۔اجتماعی دُعا کے ساتھ یہ انتہائی بابرکت جلسہ اپنے اختتام کو پہنچا۔

اِمسال جلسہ سالانہ البانیہ کی کل حاضری 105 افراد پر مشتمل تھی جس میں 4 دیگر ممالک سے 34 افراد نے شرکت کی۔الحمدللہ علےٰ ذلک

اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ تمام شاملین جلسہ کو سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی دُعاؤں کا وارث بنائے اور اس کے جملہ فیوض و برکات سے بہرہ مند فرمائے۔اللہ تعالیٰ ہمیں اسلام کا حقیقی پیغام زیادہ سے زیادہ سعید روحوں تک پہنچانے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

مغلوب الغضب غلبہ ونصرت سے محروم ہوتا ہے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:

’’یاد رکھو جو شخص سختی کرتا اور غضب میں آجاتا ہے اس کی زبان سے معارف اور حکمت کی باتیں ہرگز نہیں نکل سکتیں۔وہ دل حکمت کی باتوں سے محروم کیا جاتا ہے جو اپنے مقابل کے سامنے جلدی طیش میں آکر آپے سے باہر ہو جاتا ہے۔گندہ دہن اور بے لگام کے ہونٹ لطائف کے چشمہ سے بے نصیب اور محروم کئے جاتے ہیں۔غضب اور حکمت دونوں جمع نہیں ہوسکتے۔جو مغلوب الغضب ہوتا ہے اس کی عقل موٹی اور فہم کند ہوتا ہے۔اس کو کبھی کسی میدان میں غلبہ اور نصرت نہیں دیئے جاتے۔غضب نصف جنون ہے جب یہ زیادہ بھڑکتا ہے تو پورا جنون ہوسکتا ہے۔

ہماری جماعت کو چاہئے کُل ناکردنی افعال سے دور رہا کریں۔وہ شاخ جو اپنے تنے اور درخت سے سچا تعلق نہیں رکھتی وہ بے پھل رہ جاتی ہے۔سو دیکھو اگر تم لوگ ہمارے اصل مقصد کو نہ سمجھو گے اور شرائط پر کاربند نہ ہوگے تو ان وعدوں کے وارث تم کیسے بن سکتے ہو جو خدا تعالیٰ نے ہمیں دیئے ہیں‘‘۔(ملفوظات جلد سوم صفحہ104۔جدید ایڈیشن)

سلسلہ عالیہ احمدیہ کے مخالفین اور غیرت الٰہی کے عبرتناک نظارے

(فضل الٰہی انوری۔ جرمنی)

(ساتویں قسط)

سرزمین کابل پرڈھائے جانے والے مظالم اور قہر خداوندی کے نزول کے عبرتناک نظارے

اب کابل کی سرزمین پر احمدیوں کے اوپر ڈھائے جانے والے مظالم اور ان کے نتیجے میں ظالموں کے عبرتناک نشان بننے کا ذکر کیا جاتا ہے۔

امیر عبدالرحمٰن (امیر کابل) عتاب الٰہی کی زد میں

''ایک بے گناہ اور معصوم احمدی کے خون کا وبال''

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے 1896ء میں امیر کابل، امیر عبدالرحمٰن، کو فارسی زبان میں ایک خط بھجوایا تھا جس میں حضور نے اپنے دعاوی کا ذکر فرماتے ہوئے اسے دعوت دی کہ اسلامی ملک کے سربراہ کی حیثیت سے وہ اسلام کی حمایت میں آپ سے تعاون کا ہاتھ بڑھائے۔ اگر اس نے ایسا کیا تو اللہ تعالیٰ اسے ہر قسم کی مصیبت سے محفوظ رکھے گا اور اس کی عمر اور زندگی میں برکت بخشے گا۔ اس پر بجائے اس کے کہ وہ اس کا کوئی جواب دیتا، اس نے اپنی طاقت کے نشہ میں خط پڑھ کر کہا: ''اینجا بیا''۔ جس سے اس کا مطلب یہ تھا کہ یہاں آ کر دیکھ کہ تیرا کیا حشر ہوتا ہے۔

ہوا یہ کہ سرزمین کابل کے ایک بزرگ شخص صاحبزادہ عبداللطیف جو ریاست میں کئی لاکھ کی جاگیر کے مالک ہونے کے علاوہ علمی اور دینی لحاظ سے بھی کابل کے بہت بڑے عالم مانے جاتے تھے، انہیں کسی طریق سے پتہ چلا کہ ہندوستان میں کسی شخص نے امام مہدی ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ چونکہ وہ خود بھی ایک باخدا اور عالم انسان تھے اور آپ کا علمی پایہ بہت بلند تھا اور اس اعتبار سے آپ قرآن و حدیث پر اچھا عبور رکھتے تھے، وہ جان چکے تھے کہ مہدی علیہ السلام کے ظہور کا وقت آ چکا ہے۔ چنانچہ انہوں نے اپنے دو بہترین قریبی شاگردوں، مولوی عبدالرحمٰن اور مولوی عبدالجلیل کو قادیان بھیجا تاکہ وہ مہدی کے اس دعویدار کے بارہ میں معلومات لے آویں۔ یہ سلسلہ چلتا رہا یہاں تک کہ انہیں یقین ہو گیا کہ بانیٔ سلسلہ احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا دعویٰ سچا ہے۔ چنانچہ جب مولوی عبدالرحمٰن صاحب 1900ء میں آخری بار قادیان جانے لگے تو انہوں نے ان کے ہاتھ اپنی بیعت کا خط لکھنے کے علاوہ حضورؑ کی خدمت میں تحائف کی صورت میں کچھ خلعتیں بھی بھجوائیں۔ اس دوران چونکہ مولوی عبدالرحمٰن صاحب خود بھی بیعت کر چکے تھے، جب امیر عبدالرحمٰن والیٔ افغانستان کو پتہ چلا کہ ایک شخص قادیان سے ہو کر آیا ہے اور وہاں ایک مدعی نبوت کا مرید ہو گیا ہے تو اس نے مولوی صاحب موصوف کو بلوا بھیجا اور پھر اطلاع درست ثابت ہونے پر انہیں گرفتار کر کے قید خانہ میں ڈال دیا۔

حضرت مولوی عبدالرحمٰن صاحب کچھ عرصہ تک تو قید و بند میں رہے۔ پھر ایک دن اسی امیر کابل کے حکم سے ان کا گلا گھونٹ کر انہیں شہید کر دیا گیا۔ یہ سانحہ 1901ء کی ابتداء میں ہوا۔ اس سے قبل امیر عبدالرحمٰن حضرت بانیٔ سلسلہؑ کے حق میں گستاخی کا کلمہ منہ سے نکالنے کے بموجب مورد غضب الٰہی تو بن ہی چکا تھا، اب آپ کے مرید کو یوں بہیمانہ طور پر قتل کرنے کی پاداش میں اس پر جو الٰہی وبال پڑا اس کی تفصیل اس کے ایک انگریز سوانح نگار مسٹر فرینک مارٹن نے اپنی کتاب بزبان انگریزی بعنوان

("Under The Absolute Amir")

میں یوں بیان کی ہے:

''اسی سال یعنی 10 ستمبر 1901ء کو اس پر فالج کا حملہ ہوا جس کے نتیجے میں اس کا دایاں پہلو بالکل بیکار ہو کر رہ گیا۔ یہ حملہ اتنا شدید تھا کہ ہندوستان اور افغانستان کے ماہر اطباء اور حاذق حکماء کی سرتوڑ کوششوں کے باوجود اسے کوئی افاقہ نہ ہوا۔ بلکہ اس کے برعکس اس کی حالت دن بدن بد سے بدتر ہوتی چلی گئی۔ نہ وہ اٹھ سکتا تھا نہ پہلو بدل سکتا تھا اور نہ بات کر سکتا تھا۔ گویا وہ جو ظاہری مردانہ حسن کا پیکر سمجھا جاتا تھا چند دنوں کے اندر اندر ایک مشتِ استخواں بن کر رہ گیا۔ اس پر مستزاد یہ کہ نہ صرف وہ چلنے پھرنے، اٹھنے، بیٹھنے سے معذور ہو گیا بلکہ اس کا دماغ بھی متأثر ہوا۔ اس کے ساتھ ہی ایک یہ بیماری بھی اسے لگ گئی کہ اس کے پاؤں سے ایک نہایت خطرناک بو اٹھنے لگی جو اتنی شدید تھی کہ کوئی بھی اس کے کمرے میں آ کر زیادہ دیر تک نہیں ٹھہر سکتا تھا۔ بالآخر قریباً ایک ماہ تک شدید کرب اور اذیت میں مبتلا رہنے کے بعد وہ راہیٔ ملک عدم ہو گیا''۔

حضرت صاحبزادہ عبداللطیفؓ کی سنگساری اور اس کے عبرتناک نتائج

امیر عبدالرحمٰن کے مرنے کے بعد اس کا بیٹا، امیر حبیب اللہ خان، کابل کے تخت شاہی کا وارث بنا۔

حضرت مولوی عبدالرحمٰن صاحبؓ کی شہادت سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اُس الہام کا ایک حصہ پورا ہو چکا تھا جس میں آپ کو دو بھیڑوں کے ذبح ہونے کی خبر دی گئی تھی۔ الہام کے الفاظ یہ تھے: شَاتَانِ تُذْبَحَانِ وَ کُلُّ مَنْ عَلَیْھَا فَانٍ۔ علم تعبیر الرؤیا میں ''شاۃ'' سے مراد نہایت بے ضرر، مطیع اور فرمانبردار قسم کا انسان ہوتا ہے۔ اس اعتبار سے الہام کے الفاظ گویا اس امر پر دلالت کر رہے تھے کہ آپ کی جماعت میں دو ایسے افراد شہید کئے جائیں گے جو بالکل بے قصور، بے ضرر اور حکومت کے فرمانبردار ہوں گے۔

اب اس الہام کے دوسرے مصداق کی تقریب یوں پیدا ہوئی کہ امیر حبیب اللہ خان کے کابل کے تخت شاہی پر بیٹھنے کے دوسرے سال جب حج کا موسم آیا تو صاحبزادہ عبداللطیف صاحب حج پر جانے کیلئے تیار ہو گئے۔ مگر آپ جب امیر حبیب اللہ خان سے رخصت لینے کے بعد لاہور پہنچے (یہ آخر اکتوبر 1902ء کی بات ہے) تو یہ معلوم ہونے پر کہ ہندوستان میں طاعون کی وبا پھوٹ پڑنے کی وجہ سے حکومت ترکیہ نے ہندوستان سے حج پر جانے والے زائرین پر پابندی لگا دی ہے، آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زیارت کے لئے قادیان چلے گئے۔

قادیان پہنچنے پر جب آپ نے پہلی بار حضرت امام الزمان علیہ السلام کو دیکھا تو آپ پر وارفتگی کا عالم طاری ہو گیا۔ اُدھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی آپ کے اندر رشد اور ہدایت کے آثار دیکھ لئے۔ چنانچہ وہ منظر جو دیکھنے سے تعلق رکھتا تھا، اس کی کیفیت حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یوں بیان فرمائی ہے:

''جب مجھ سے ان کی ملاقات ہوئی تو قسم اُس خدا کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، مَیں نے ان کو اپنی پیروی اور اپنے دعویٰ کی تصدیق میں ایسا فنا شدہ پایا کہ جس سے بڑھ کر انسان کے لئے ممکن نہیں۔ اور جیسا کہ ایک شیشہ عطر سے بھرا ہوتا ہے، ایسا ہی مَیں نے ان کو اپنی محبت سے بھرا ہوا پایا۔ اور جیسا کہ ان کا چہرہ نورانی تھا، ایسا ہی ان کا دل مجھے نورانی معلوم ہوتا تھا''۔

(''تذکرۃ الشہادتین''، روحانی خزائن، جلد 20۔ صفحہ 10)

قادیان میں آپ کا قیام کم و بیش تین ماہ رہا۔ اس عرصہ کے دوران آپ کے قلب صافی پر وارد ہونے والی روحانی کیفیت بیان کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''ان چند مہینوں کے عرصہ میں جو وہ قادیان میرے پاس رہے اور ایک سفر جہلم تک کا بھی میرے ساتھ کِیا، بعض نشانات بھی میری تائید میں انہوں نے مشاہدہ کئے۔ ان تمام براہین اور انوار اور خوارق کے دیکھنے کی وجہ سے وہ فوق العادت یقین سے بھر گئے اور طاقت بالا ان کو کھینچ کر لے گئی''۔

(''تذکرۃ الشہادتین''، روحانی خزائن، جلد 20، صفحہ 10)

صاحبزادہ صاحب قادیان اور اہل قادیان سے رخصت ہونے کے بعد اپنے وطن خوست جاتے ہوئے پہلے بنوں پہنچے۔ وہاں ایک دو روز قیام کرنے کے بعد آپ خوست کیلئے روانہ ہو گئے۔ خوست سے آگے کابل جانے سے قبل آپ نے پہلے امیر حبیب اللہ خان کو خط لکھ کر اس امر سے مطلع کرنا چاہا کہ آپ حج پر کیوں نہیں جا سکے اور یہ کہ وہ اس دوران قادیان جا کر ایک ایسے شخص کے مرید ہو گئے ہیں جو خدا کی طرف سے مسیح موعود اور مہدی مبعوث ہوا ہے۔ صاحبزادہ صاحب کا خط پڑھتے ہی امیر کابل کے تیور بگڑ گئے۔ چنانچہ آپ کے کابل پہنچتے ہی آپ کو حراست میں لے لیا گیا۔ اور پھر ایک من چوبیس سیر وزنی زنجیروں میں جکڑ کر آپ کو جیل میں ڈال دیا گیا۔ اس سخت اذیت کی حالت میں آپ پورے چار ماہ رہے۔ اس دوران امیر حبیب اللہ خان نے آپ کو کئی بار کہلا بھیجا کہ اگر آپ اپنے اِس عقیدہ سے باز آ جائیں اور توبہ کر لیں تو آپ کو پھر وہی عزت اور عظمت دے دی جائے گی جو آپ کو پہلے حاصل تھی۔ مگر یقین اور وفا کی اس آہنی چٹان کے سامنے اس کی کوئی پیش نہ گئی۔ آپ کا ہر بار یہی جواب تھا کہ مَیں صاحب علم ہوں اور حق و باطل کی شناخت کی خدا تعالیٰ نے مجھے قوت بخشی ہے۔ مَیں نے پوری تحقیق سے معلوم کر لیا ہے کہ یہی قادیان میں ظاہر ہونے والا مسیح موعود اور مہدی معہود ہے۔ آخری بار آپ کا جواب یہ تھا کہ چونکہ مَیں اپنے آپ کو حق پر سمجھتا ہوں، آپ ان مولویوں سے جو میرے مخالف ہیں میری بحث کرائیں۔ اگر مَیں دلائل کے رو سے جھوٹا نکلا تو جو چاہیں مجھے سزا دیں۔

یہ مباحثہ جس میں آٹھ مفتیوں کی ایک جیوری مقرر کی گئی اور جس کا سربراہ جلال پور جٹاں (ضلع گجرات کا ایک قصبہ) کا رہنے والا ایک پنجابی ڈاکٹر عبدالغنی تھا، تحریری طور پر ہوا مگر عوام کو کچھ پتہ نہ لگنے دیا گیا کہ دونوں اطراف سے کیا کیا دلائل دیئے گئے ہیں۔ بلکہ خود امیر کو بھی ان دلائل کو پڑھنے کا موقع نہ دیا گیا۔ پھر مباحثہ کے دوران آٹھ سپاہی ننگی تلواریں تانے حضرت صاحبزادہ صاحب کے سر پر کھڑے رہے اور اس طرح آپ کو مسلسل اذیت اور نفسیاتی دباؤ میں رکھا گیا۔ عام سرکاری عدالتوں میں بھی ایسا کبھی نہیں ہوا کہ ملزم پر جرم ثابت ہونے سے پہلے کسی قسم کا دباؤ ڈالا جائے یا اسے کسی ذہنی اذیت میں مبتلا رکھا جائے۔ اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ مباحثہ ابھی ختم نہ ہوا تھا اور نہ فتویٰ جاری کیا گیا تھا کہ لوگوں کو اکٹھا کر کے ان سے نعرہ بازی کروائی گئی اور انہیں کہا گیا کہ آپ لوگ فکر نہ کریں، امیر کوئی فیصلہ آپ کی مرضی کے خلاف نہیں کرے گا۔

اس سارے ڈھونگ کے پیچھے دراصل سردار عبدالرحمٰن کے بھائی سردار نصراللہ خان کا انتقامی جذبہ کام کر رہا تھا۔ اسے آپ پر یہ شکوہ تھا کہ سابق امیر کابل کے مرنے پر اس کو تخت شاہی سے محروم کر کے کیوں اس کے بھائی یعنی سردار عبدالرحمٰن کو امیر کابل بنایا گیا ہے (شاہی دستار بندی کی یہ رسم صاحبزادہ عبداللطیف صاحب کے ہاتھوں سرانجام پائی تھی)۔ اس کے ساتھ اگر اس امر کو بھی شامل کر لیا جائے کہ جو کفر کا فتویٰ تیار کیا گیا، اس میں جیوری کے آٹھ ممبران میں سے صرف دو نے اس پر صاد کیا تھا اور وہ دونوں ممبران سردار نصراللہ خان کے زیر اثر افراد میں سے تھے تو سردار نصراللہ خان کی عیاری کھل کر سامنے آ جاتی ہے

اب اگرچہ واقعات یہی بتا رہے تھے کہ اس نام نہاد فتویٰ کے پیچھے سردار نصراللہ خان کا ہاتھ ہے تاہم یہ بھی نہیں کہا جا سکتا کہ سردار حبیب اللہ خان اس میں سراسر بے قصور تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اُس وقت کے حالات کا جائزہ لینے کے بعد اسے بالفاظ ذیل اس سارے معاملہ میں قصوروار ٹھہرایا ہے:

''اس کو چاہئے تو یہ تھا کہ اِس عادلِ حقیقی سے ڈر کر جس کی طرف عنقریب تمام دولت و حکومت کو چھوڑ کر واپس جائے گا، خود مباحثہ کے وقت حاضر ہوتا۔ بالخصوص جبکہ وہ خود جانتا تھا کہ اس مباحثہ کا نتیجہ ایک معصوم بے گناہ کی جان ضائع کرنا ہے۔ تو اس صورت میں مقتضا خدا ترسی کا یہی تھا کہ بہر حال افتاں و خیزاں اس مجلس میں جاتا۔ اور نیز چاہئے تھا کہ قبل ثبوت کسی جرم کے اس شہید مظلوم پر یہ سختی روا نہ رکھتا کہ ناحق ایک مدت تک قید کے عذاب میں ان کو رکھتا اور زنجیروں اور ہتھکڑیوں کے شکنجہ میں اس کو دبایا جاتا۔ اور آٹھ سپاہی برہنہ شمشیروں کے ساتھ اس کے سر پر کھڑے ہو جاتے اور اس طرح ایک عذاب اور رعب ڈال کر اس کو ثبوت دینے سے روکا جاتا۔ پھر اگر اس نے ایسا نہ کیا تو عادلانہ حکم دینے کیلئے یہ تو اس کا فرض تھا کہ کاغذات مباحثہ کے اپنے حضور میں طلب کرتا بلکہ پہلے سے یہ تاکید کرتا کہ کاغذات مباحثہ کے میرے پاس بھیج دینے چاہئیں''۔

(''تذکرۃ الشہادتین''، روحانی خزائن، جلد 20، صفحہ 55)

اس فتویٰ کے نتیجہ میں حضرت صاحبزادہ عبداللطیف کو عوام کے ایک بھاری مجمع کی موجودگی میں سنگسار کر دیا گیا۔ پہلا پتھر شہید مرحوم پر مُلّاں عبدالرزاق نے چلایا جو کابل کے شرعی محکمہ کا قاضی القضاۃ تھا اور یہ وہی تھا جس نے اس فتویٰ پر آخری دستخط ثبت کئے تھے۔ یہ ایسا ہی روح فرسا اور دلخراش منظر تھا جیسا کہ اس چشم فلک نے دو ہزار سال قبل یروشلم میں دیکھا تھا جب شوریدہ سر یہودیوں کے فقیہوں اور فریسیوں کے ہجوم میں ایک بندۂ خدا کو صلیب دی جا رہی تھی۔ آج بالکل اسی طرح مسیح محمدی کے ایک فدائی کو موجودہ زمانہ کے جبہ پوش علماء کے ہجوم میں ظلم و ستم کا تختہ مشق بنایا جا رہا تھا۔

شہید مرحوم کی یوں دردناک وفات کا سن کر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے جن الفاظ میں اس صدمہ کا اظہار فرمایا، ان سے آپ کی قلبی کیفیت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ آپؑ نے فرمایا:

''ہائے وہ معصوم اس کی نظر کے سامنے بکرے کی طرح ذبح کِیا گیا۔ اور باوجود صادق ہونے اور باوجود پورا

ثبوت دینے کے اور باوجود ایسی استقامت کے کہ صرف اولیاء کو دی جاتی ہے، پھر بھی اس کا پاک جسم پتھروں سے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا گیا"۔

نیز فرمایا: "ہائے افسوس! آسمان کے نیچے یہ بڑا ظلم ہوا کہ ایک بیگناہ معصوم باوجود صادق ہونے کے، باوجود اہل حق ہونے کے اور باوجود اس کے کہ وہ ہزار لوگوں کی شہادت سے تقویٰ اور طہارت کے پاک پیرایہ سے مزین تھا اس طرح بے رحمی سے محض اختلافِ مذہب کی وجہ سے مارا گیا"۔

اور پھر کابل کی سرزمین پر بہائے جانے والے اس خون ناحق کے نتیجہ میں فرمایا:

"شاہزادہ عبداللطیف کے لئے جو شہادت مقدر تھی، وہ ہو چکی۔ اب ظالم کی پاداش باقی ہے۔ اِنَّہٗ مَنْ یَّاْتِ رَبَّہٗ مُجْرِمًا فَاِنَّ لَہٗ جَہَنَّمَ لَا یَمُوْتُ فِیْھَا وَلَا یَحْیٰ (طٰہٰ:75) افسوس کہ یہ امیر زیر آیت وَمَنْ یَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا (النساء:94) داخل ہو گیا اور ایک ذرّہ خدا تعالیٰ کا خوف نہ کیا اور مومن بھی ایسا کہ اگر کابل کی تمام سرزمین میں اس کی نظیر تلاش کی جائے تو تلاش کرنا لاحاصل ہے"۔

("تذکرۃ الشہادتین"، روحانی خزائن، جلد 20، صفحہ 60)

اب ان عبرتناک نشانات کا ذکر کیا جاتا ہے جن کا نشانہ وہ لوگ بنے جنہوں نے کسی نہ کسی رنگ میں شہید مرحوم پر ظلم ڈھانے میں حصہ لیا۔

کابل میں ہیضہ کی وبا کا پھوٹ پڑنا اور اس کے نتیجہ میں ہزاروں جانوں کا نقصان

شہید مرحوم کی شہادت کے معاً بعد سارے کابل میں ہیضہ کی وبا پھوٹ پڑی اور اموات کا ایک ایسا ہیبتناک سلسلہ شروع ہو گیا کہ خود کابل کے لوگ زبان حال اور قال سے پکار اُٹھے کہ یہ سب مصیبت شہید مرحوم کی ظالمانہ شہادت کے نتیجہ میں وارد ہوئی ہے۔ روزانہ تین، تین چار، چار سو لوگ مرنے لگے۔ خود سردار نصر اللہ خان جو اس المیہ کا محرک اعظم تھا، اس عذاب الٰہی سے بری طرح متاثر ہوا۔ چنانچہ اس نے ہیضہ کے خوف سے اپنے آپ کو شاہی محل کے اندر محبوس کر لیا۔ باہر سے آنے والوں پر بھی پابندی لگا دی گئی تا کہ ہیضہ کے جراثیم محل کے اندر داخل نہ ہو سکیں۔ لیکن خدا کی تقدیر کو بھلا کون روک سکتا تھا۔ سب سے پہلے اس کی چہیتی بیوی ہیضہ کا شکار ہوئی اور ایک ہی دن بیمار رہ کر دم توڑ گئی۔ اس سے سردار نصر اللہ کو ایسا صدمہ پہنچا کہ وہ نیم پاگل سا رہنے لگ گیا۔ اس کی اس حالت کا نقشہ مسٹر فرینک مارٹن نے اپنی کتاب "Under The Absolute Amir" میں یوں بیان کیا ہے:

"اس کی بیوی جب ہیضہ میں مبتلا ہو کر فوت ہو گئی تو اس کے غم میں اس کی حالت نیم پاگل جیسی ہو گئی۔ وہ اپنے بارہ میں بھی خوف محسوس کرنے لگا۔ اس خوف کی بڑی وجہ یہ تھی کہ ملک کا ایک بااثر اور ممتاز عالم (یعنی حضرت صاحبزادہ عبداللطیف صاحبؓ۔ ناقل) اپنی سنگساری سے قبل امیر کے دربار میں یہ پیشگوئی کر چکا تھا کہ ان کی وجہ سے ملک پر ایک بھاری آفت آئے گی جس سے خود امیر اور سردار نصر اللہ متأثر ہوں گے۔...... یہی وجہ تھی کہ امیر اور سردار نصر اللہ اس قدر خوفزدہ تھے کیونکہ انہیں اپنی یقینی مَوت نظر آ رہی تھی"۔

ابھی سردار نصر اللہ خان اپنی بیوی کی مَوت کے صدمہ سے جانبر نہ ہونے پایا تھا کہ اس کا جوان بیٹا بھی ہیضہ سے بیمار ہو کر مر گیا۔ اس دوہرے صدمہ سے اس کی رہی سہی طاقت بھی جواب دے گئی۔ اب اسے نہ کھانے پینے کی ہوش رہی نہ اوڑھنے بچھانے کی۔ اس کی راتوں کی نیندیں حرام ہو گئیں اور وہ دن رات اپنی مَوت کا انتظار کرنے لگا۔

ڈاکٹر عبدالغنی کا عبرتناک انجام

سردار نصر اللہ کے بعد دوسرا بڑا مخالف جس نے حضرت شہید مرحوم کے خلاف قتل کا فتویٰ جاری کرنے میں کلیدی رول ادا کیا تھا، وہ جیسا کہ پہلے بتایا گیا ہے، ایک پنجابی ڈاکٹر عبدالغنی تھا۔ یہی اس مباحثہ کا سرپنچ بنایا گیا تھا جس کے منحوس فیصلہ کی بنا پر شہید مرحوم کی سنگساری کا حکم نافذ کیا گیا۔ اس کے عبرتناک انجام کی تفصیل یوں ہے کہ وہ افغانستان کا ڈائریکٹر تعلیمات تھا۔ اس کے علاوہ وہ امیر اور اس کے شہزادگان کا انگریزی زبان کا اتالیق بھی تھا۔ واقعہ شہادت کے بعد اس نے اپنی اس حیثیت کے بل بوتے پر امیر کابل سے ایک نائٹ سکول کھولنے کی اجازت حاصل کر لی جس کا مقصد یہ بتایا گیا کہ اس میں عمر رسیدہ ملازمین محکمہ جات کو دو گھنٹہ کے لئے پولیٹیکل سائنس کا مضمون پڑھایا جائے گا۔ اس کے ساتھ انہیں انگریزی زبان بھی سکھائی جانے لگی۔ پولیٹیکل سائنس کے مضمون کی آڑ میں ڈاکٹر عبدالغنی نے بادشاہت اور جمہوریت کے فوائد اور نقصانات کے ساتھ ساتھ یہ بھی بتانا شروع کیا کہ شخصی حکومت کا تختہ الٹ کر کس طرح جمہوریت کا قیام عمل میں لایا جا سکتا ہے اور اس پر کلاس میں باقاعدہ بحث کرائی جاتی۔ اس کا اس سے کیا مقصد تھا، یہ تو معلوم نہیں البتہ اسے یہ خوف ضرور پیدا ہوا کہ اگر اس کا پتہ امیر کو چل گیا تو سب کی شامت آ جائے گی۔ چنانچہ اس نے اس مضمون میں دلچسپی لینے والے طلبہ سے عہد لیا کہ وہ اس راز کو اپنے تک ہی محدود رکھیں گے۔ اس عہد میں یہ بھی شامل تھا کہ اگر کسی پر شک ہو جائے کہ وہ اس راز کو فاش کر دے گا تو اسے جان سے مار دیا جائے گا۔

اب ڈاکٹر عبدالغنی کی اس کلاس میں ایک طالب علم ایسا بھی تھا جو شاہی محل کے اندر شہزادگان کی تعلیم پر مامور تھا۔ اس کی ذاتی رہائش بھی شاہی محل کے ایک حصہ میں تھی۔ اس کے بارے میں کسی طرح یہ شک پیدا ہو گیا کہ وہ اس راز کو فاش کر دے گا۔ چنانچہ ڈاکٹر عبدالغنی نے اسے پیغام بھیجا کہ وہ آ کر اپنی پوزیشن واضح کرے۔ وہ طالب علم چونکہ جانتا تھا کہ اس کی صفائی کی کوشش ناکام ہونے کی صورت میں اسے مَوت کا سامنا کرنا ہو گا، اس لئے بجائے اپنی صفائی پیش کرنے کے وہ سیدھا سردار نصر اللہ خان کے پاس چلا گیا اور اسے نائٹ سکول کا سارا حال بتا دیا۔ سردار نصر اللہ خان اسے سردار حبیب اللہ خان کے پاس لے گیا۔ جب امیر حبیب اللہ خان نے یہ کہانی سنی تو اس طالب علم کو تو اس نے محل کے اندر ہی نظر بند کر دیا اور خود خفیہ تحقیق شروع کر دی۔ جب اسے یقین ہو گیا کہ اس طالب علم کی رپورٹ درست ہے تو اس نے نائٹ سکول پر چھاپہ ڈلوا کر ڈاکٹر عبدالغنی سمیت سب طالب علموں کو گرفتار کر لیا۔ نائٹ سکول کو فوراً بند کر دیا گیا اور پھر ایک ایک طالب علم کو مَوت کے گھاٹ اتار دیا گیا۔ ڈاکٹر عبدالغنی چونکہ برطانوی شہری تھا، وہ موت سے تو بچ گیا مگر اسے عمر قید کی سزا دے کر زندان میں ڈال دیا گیا۔

اس طرح پر ڈاکٹر عبدالغنی کے زوال کے دن شروع ہو گئے۔ وہ خود تو خدا کے غضب کے نیچے آ ہی چکا تھا۔ اس کی اگلی تان اس کی بیوی پر ٹوٹی۔ وہ اس ڈر سے کہ کہیں اسے بھی گرفتار نہ کر لیا جائے، اپنا سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر کابل سے بھاگ نکلی۔ مگر جونہی وہ افغانستان کی سرحد پار کر کے لنڈی کوتل پہنچی تو اسے مَوت نے آ لیا۔ یہاں اس کا نہ کوئی عزیز تھا، نہ رشتہ دار۔ پھر جو ساری زندگی کا اثاثہ تھا، وہ بھی کابل میں رہ گیا تھا۔ چنانچہ شہر کے لوگوں نے اسے لاوارث سمجھ کر صدقہ وغیرہ سے رقوم جمع کر کے اس کی تدفین کی۔

خدا کے غضب کی تیسری لاٹھی ڈاکٹر عبدالغنی پر اس کے نوجوان بیٹے کی اچانک موت کی صورت میں ٹوٹی۔ اس کا بیٹا جس کا نام عبدالجبار تھا، ایک دن بازار سے سودا سلف خرید رہا تھا کہ کسی نے پیچھے سے آ کر اس پر تلوار کا ایسا وار کیا کہ اس کا سر تن سے جدا ہو گیا۔ اس طرح پر اس کے باپ کو قید زندان میں اپنے جواں سال بیٹے کی مَوت کا صدمہ بھی سہنا پڑا جس سے اس کی اپنی حالت زندہ درگور کی سی ہو گئی۔

خود ڈاکٹر عبدالغنی کا اپنا حشر یہ ہوا کہ گیارہ سال جیل کے اندر گلنے سڑنے کے بعد اسے جلاوطن کر دیا گیا۔ یعنی اسے نہایت کسمپرسی کی حالت میں ہندوستان کی سرحد پر چھوڑ دیا گیا اور اس طرح وہ گمنامی اور ذلت سے دوچار ہوتے ہوئے اِس جہان سے رخصت ہوا۔

مُلّا عبدالرزاق قاضی کا حشر

اس خونی ڈرامے کا تیسرا کردار ملا عبدالرزاق قاضی تھا جو ملک میں قاضی القضاۃ کے عہدے پر فائز اور "مُلّائے حضور" کے لقب سے سرفراز تھا۔ یہ وہی شخص تھا جس کے منحوس ہاتھوں نے شہید مرحوم کے سنگسار کئے جانے کے فتویٰ پر آخری دستخط کئے تھے۔ پھر یہی وہ بدبخت تھا جس نے شہید مرحوم پر پہلا پتھر چلا کر اس معصوم پر سنگساری کا آغاز کیا تھا۔ اس کا یہ حشر ہوا کہ ایک دن امیر کابل کی سواری جا رہی تھی۔ قاضی عبدالرزاق بھی اسی سڑک پر مگر سڑک کی دائیں جانب چل رہا تھا۔ بادشاہ کا حکم تھا کہ چلنے والے سڑک کی بائیں جانب چلا کریں۔ چنانچہ سڑک پر متعین سپاہی نے اسے روکا اور بائیں جانب چلنے کو کہا۔ وہ اسے اپنی ہتک سمجھتے ہوئے سپاہی سے الجھ پڑا۔ اتفاق سے امیر عبدالرحمٰن نے بھی یہ ماجرا دیکھ لیا۔ اس نے اسی وقت حکم دیا کہ قاضی عبدالرزاق پر ایک ہزار روپیہ جرمانہ کر دیا جائے۔ یہ سزا پانے کے بعد وہ ملک سے ایسا غائب ہوا کہ کچھ پتہ نہ چلا کہ وہ کہاں چلا گیا ہے۔ تاہم امیر امان اللہ والی افغانستان کے عہد میں وہ پھر کسی طرح ملک میں آ گیا۔ لیکن اب کی بار اس سے پھر کوئی ایسی حرکت سرزد ہوئی جس کی وجہ سے امیر نے حکم دیا کہ اسے کوڑے لگائے جائیں اور پھر حکم دیا کہ بستہ بند مجرموں کی طرح وہ روزانہ آ کر حاضری دیا کرے۔ آگے اس کا لڑکا قاضی عبدالواسع جو اس کا جانشین بنا، وہ بھی قہر خداوندی سے نہ بچ سکا۔ اور وہ اس طرح ہوا کہ کچھ سال بعد کسی شخص نے اس پر حملہ کر کے اسے نہایت بے رحمی سے قتل کر دیا۔

(باقی آئندہ)

تنزانیہ کے مورو گورو ریجن کے زرعی میلہ میں جماعت احمدیہ کا سٹال

(رپورٹ: وسیم احمد خان مبلغ سلسلہ ۔ تنزانیہ)

جماعت احمدیہ تنزانیہ کے مورو گورو ریجن میں منعقدہ زرعی میلہ میں جماعت کو ایک سٹال لگانے کی توفیق ملی۔ یہ زرعی میلہ ہر سال اگست کے پہلے ہفتہ میں منعقد ہوتا ہے۔ گزشتہ تین سال سے جماعت اس میلہ میں سٹال لگا رہی ہے جو پورے میلہ میں واحد دینی کتب کا اسٹال ہے۔ امسال زرعی میلہ کا افتتاح ہالینڈ کے سفیر نے یکم اگست کو کیا۔

بک سٹال میں قرآن کریم کے مختلف زبانوں میں تراجم کے علاوہ مختلف موضوعات پر دینی کتب بھی نمائش کے لئے رکھی گئیں۔ سٹال کے اوپر "Love for all Hatred for none" کا لوگو لوگوں کی توجہ کا مرکز بنا رہا۔ اس کے ساتھ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفاء کی تصاویر بھی لگائی گئیں۔ لوگ اسٹال میں آتے اور سب چیزوں سے تعارف حاصل کرتے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان آٹھ دنوں میں ہزاروں لوگوں نے سٹال کا وزٹ کیا۔ تین لاکھ شلنگ سے زائد کی کتب فروخت ہوئی جن میں نماز، ادعیۃ القرآن، ادعیۃ الرسول، دینی معلومات، چالیس احادیث، یسرنا القرآن وغیرہ کتب شامل تھیں۔

نمائش کے تیسرے دن چھ یورپین افراد پر مشتمل وفد ہمارے سٹال پر آیا انہوں نے مختلف کتب ملاحظہ کیں اور جماعت احمدیہ کے ماٹو Love for all Hatred for None کی بہت تعریف کی۔ اور اجتماعی طور پر بینر کے نیچے کھڑے ہو کر تصاویر بنوائیں۔

نمائش کے چوتھے روز ایک شخص آیا اور اجرائے نبوت کے حوالہ سے قرآن کریم کے ارشادات اور احادیث پر اس سے گفتگو ہوئی۔ نمائش کے پانچویں روز ایک شخص آیا کہ مَیں ڈوڈوما سے آیا ہوں اور مجھے اس سارے میلہ میں مذہبی کتب کا ایک ہی سٹال نظر آیا ہے جسے دیکھ کر خوشی ہوئی۔ اس نے برملا اظہار کیا کہ آج جماعت احمدیہ ہی اسلام کی حسین تعلیم کو دنیا کے کناروں پر پہنچانے کے لئے کوشاں ہے۔

بعض مُلاں قسم کے لوگ بھی الٹی بحث میں پڑتے رہے لیکن اس کا فائدہ یہ ہوا کہ بعض اور سننے والوں نے اس سے فائدہ اٹھایا اور ہمارے موقف کی تائید کی۔

اللہ تعالیٰ اس نمائش کے نیک نتائج ظاہر فرمائے اوران کتب کی فروخت کو بہتوں کے لئے ہدایت کا موجب بنائے۔

۞۞۞۞۞۞

قرآن شریف کی برکت

ایک شخص نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں عرض کی کہ حضور میرے واسطے دعا کی جاوے کہ میری زبان قرآن شریف اچھی طرح ادا کرنے لگے۔ قرآن شریف ادا کرنے کے قابل نہیں اور چلتی نہیں۔ میری زبان کھل جاوے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:

"تم صبر سے قرآن شریف پڑھتے جاؤ۔ اللہ تعالیٰ تمہاری زبان کو کھول دے گا۔ قرآن شریف میں یہ ایک برکت ہے کہ اس سے انسان کا ذہن صاف ہوتا ہے اور زبان کھل جاتی ہے۔ بلکہ اطباء بھی اس بیماری کا اکثر یہ علاج بتایا کرتے ہیں"۔

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 105۔ جدید ایڈیشن)

بقیہ: خطبہ عید اضحی از صفحہ نمبر 16

حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ آج اگر ہم دیکھیں تو بے شک بعض مسلمان حکومتوں کے پاس دنیاوی دولت تو ہے لیکن خدا تعالیٰ کی رضا کا وہ مقام نظر نہیں آتا جس سے خدا تعالیٰ کی قربت کا پتہ چلے۔ پھر دولت ہوتے ہوئے بھی غیر مسلم حکومتوں کے اشارے پر چلتے ہیں۔ وہ مسلمان جنہوں نے اپنی قربانیوں کے پھل کھاتے ہوئے دنیا کو خدا تعالیٰ کی عبادت کرنے والا بنا دیا تھا، جنہوں نے محمد رسول اللہ ﷺ کا جھنڈا یورپ تک میں لہرایا، جب قربانی کے معیار کو بھول گئے تو بعض ملکوں سے بھی ہاتھ دھونے پڑے۔ جب اسلام کی تبلیغ کے بجائے لالچوں نے دل میں راہ پالی، تو حکومتیں بھی کمزور ہوگئیں اور عزت بھی گئی۔ آخر سب کچھ ہاتھ سے دھونا پڑا۔ اور آج مسلمان ملکوں کا وہ عزت اور وقار قائم نہیں۔ آج مسلمانوں میں سے اگر ردّ عمل کے طور پر کوئی طاقت ابھرنے کی کوشش کر رہی ہے جو اپنے زعم میں اسلامی نظام رائج کرنا چاہتے ہیں تو وہ بھی ایسے غیر تربیت یافتہ لوگوں کی ہے جو اسلام کا نام روشن کرنے کی بجائے اپنی متشددانہ سوچ کی وجہ سے غیر مسلم دنیا میں اسلام کو بھی بدنام کر رہے ہیں اور اپنے معصوم مسلمانوں کو ظالمانہ طریق پر قتل وغارت اور لوٹ مار کر کے ختم کر رہے ہیں۔ پس مسلمان حکومتوں کو بھی اور علماء کو بھی اپنی سوچوں کو بدلنے کی ضرورت ہے۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ اس حج کے موقع پر مفتی اعظم سعودی عرب نے اپنے خطبہ میں بالکل سچ کہا ہے کہ عدل نہ ہونے سے بگاڑ پیدا ہوتا ہے۔ اگر مسلمان حکمران عوام کے حقوق کا خیال نہ رکھیں گے تو یہ بگاڑ پیدا ہوگا۔ انہوں نے بالکل صحیح کہا ہے کہ مسلمانوں کا خون بہایا جا رہا ہے اور اسلام میں دہشت گردی کی کوئی گنجائش نہیں۔ وہ یہ بھی صحیح فرماتے ہیں کہ دوسری قومیں مسلمانوں کو لڑانا چاہتی ہیں۔ وہ یہ بھی صحیح کہتے ہیں کہ مسلمانوں میں اتفاق کی ضرورت ہے۔ لیکن وہ بھی اور دوسرے مسلمان علماء اور لیڈر بھی اس بات کو ماننے کے لئے تیار نہیں کہ اسلام کی حقیقی روح قائم کرنے کے لئے اس زمانے میں جس شخص کو خدا تعالیٰ نے بھیجا ہے اس کے آگے سرِ تسلیم خم کر دیں۔ اور سرِ تسلیم خم کر کے مسلمان اپنی عزت بحال کریں، مسیح و مہدی کے ہاتھ پر جمع ہو کر امتِ واحدہ کا نظارہ پیش کریں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشقِ صادق کے مطیع بن کر قربانیوں کے معیار قائم کریں۔ مسیح محمدی کے ساتھ جُڑ کر اپنے روحانی معیار بلند کریں جو اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کا ذریعہ بنیں۔ پس آج اگر اس تسلسل کو جاری رکھنا ہے جو حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل عَلَیْھِمُ السَّلام کی قربانیوں سے شروع ہو کر اس ذبحِ عظیم کے مقام تک پہنچا جو ہر قسم کی قربانیوں کے معیار قائم کر گیا۔ تو پھر اس عظیم نبی کی پیشگوئی کے مُصدق بنتے ہوئے مسیح و مہدی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشقِ صادق سے منسلک ہونا بھی ضروری ہے۔ اور اگر مسلمان ایک ہو کر زمانے کے امام کی مخالفت کرنے کی بجائے اس کے ہاتھ مضبوط کرنے والے بن جائیں تو پھر وہ دنیا کو وہ نظارہ دکھانے والے بن جائیں گے جب مسلمانوں کی کھوئی ہوئی ساکھ دنیا کو دوبارہ نظر آئے گی، انشاء اللہ۔

حضور ایدہ اللہ نے بڑی وضاحت کے ساتھ تاکیدی طور پر فرمایا کہ آج نہ کسی مفتی اور عالم کا وعظ مسلمانوں کو ایک کرنے کے کام آ سکتا ہے، نہ کسی بادشاہ کی تیل کی دولت مسلمانوں کو ایک ہاتھ پر جمع کر سکتی ہے اور نہ ہی متشددانہ نظام قائم کر کے قرونِ اولیٰ کی قربانیوں کے معیار قائم کئے جا سکتے ہیں۔ ہاں چند دن چند لوگ وعظ کی تعریف کر کے اس پر عمل کرنے کی ضرورت پر ضرور زور دیں گے۔

دولت سے اسلام کے نام پر بادشاہ اور حکومتیں اپنے مفادات ضرور حاصل کر سکتی ہیں۔ شدت پسند تنظیمیں غریب اور بھوک اور افلاس سے مارے ہوئے خاندانوں کے بچوں کو مذہب کے نام پر غلط طور پر استعمال کر کے اور ان کی brain washing کر کے خودکش حملوں کے لئے قربانی کے نام پر ضرور استعمال کر سکتے ہیں۔ لیکن ان brain wash کئے ہوئے بچوں کو جب اس کیفیت سے باہر لایا جاتا ہے تو پھر وہ جان بچانے کی فکر میں ہوتے ہیں۔ گویا کہ یہ ان کے دل کی آواز نہیں۔ اور ایسے کئی لڑکے سامنے آ چکے ہیں جن کو پولیس نے پکڑا تو انہوں نے بیان دیئے، جب ان کو تحفظ دیا گیا تو وہ اس قربانی سے پھر گئے۔ پس جب یہ لوگ، یہ بچے ہوش وحواس میں آتے ہیں تو ان کی سوچیں بدل جاتی ہیں۔ اور اب جائزہ لیں تو اکثر خودکش حملے کرنے والے وہ بچے بھی ہیں جن کی اپنی سوچیں نہیں ہیں۔ کسی mature سوچ والے کو آپ عموماً خودکش حملوں میں ملوث نہیں دیکھیں گے۔ ہوش وحواس کی قربانی تو ان دو بچوں معوّذ اور معاذ کی تھی جنہوں نے چیتے کی طرح دشمن کے دل میں پہنچ کر ابوجہل کو واصلِ جہنم کیا تھا۔ لیکن وہ جان کے نذرانے پیش کرنے والے اپنے دین کو بچانے کے لئے، دشمن کے حملوں کا جواب دینے کے لئے میدانِ جنگ میں جاتے تھے۔ ورنہ تو صبر و رضا کے ساتھ تکلیفوں کو برداشت کرنے کا دَور کوئی تھوڑے عرصے کا دور نہیں تھا۔ لیکن آج کونسی اسلامی جنگیں ہو رہی ہیں جن میں اسلام کے دفاع کے لئے یہ حملے کرتے ہیں۔ اور پھر حملے بھی اپنے ہی مسلمان ملکوں کے رہنے والوں پر اور ملکی قانون کی پامالی کرتے ہوئے۔ پس یہ نام نہاد قربانیاں خدا کے ہاں مقبول ہونے والی قربانیاں نہیں ہیں۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ مفتی اعظم سعودی عرب نے ٹھیک فرمایا ہے کہ ہمیں اپنی حالتیں بدلنے کی ضرورت ہے۔ کاش کہ وہ یہ بھی فرما دیتے کہ ان حالتوں کے بدلنے کے لئے اللہ تعالیٰ کے کسی فرستادے کو تلاش کرو۔ اور زمینی اور آسمانی نشانات کو دیکھتے ہوئے یہ اعلان بھی کر دیتے کہ گو نشانیاں تو ظاہر ہیں اور ہو رہی ہیں لیکن ہمیں دعویٰ کرنے والے پر کچھ تحفظات ہیں۔ آؤ اس حج کے دوران خصوصاً جو حج کرنے والے ہیں اور مسلمان اُمّۃ عموماً یہ دعا کرے کہ اے خدا! اگر یہ دعویٰ کرنے والا سچا ہے تو ہمیں حق سے محروم نہ کریو۔ ہماری رہنمائی فرما تا کہ ہم تیرے پیغام کو جو تو نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے دیا ہے قبول کر کے تیری رضا حاصل کرنے والے بن جائیں۔ اگر سچے دل سے اور نیک نیتی سے یہ دعا کریں گے تو یقیناً اللہ تعالیٰ رہنمائی فرمائے گا۔ انشاء اللہ۔ اور اس مسیح و مہدی کی بیعت میں آ کر جہاد کے اسلوب بھی ان کو پتہ چلیں گے۔ اور قربانیوں کے معیاروں کا بھی ادراک پیدا ہوگا۔ اور اس زمانہ میں آنحضرت ﷺ کی شانِ احمدی کا بھی پتہ چلے گا۔ کیونکہ اس زمانہ میں آنحضرت ﷺ کی شانِ احمدی ہے جس نے دنیا میں انقلاب پیدا کرنا ہے۔ جس نے دنیا کو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی جھولی میں لا کر ڈالنا ہے۔ نرمی، پیار، صبر اور دعا سے دنیا کو اسلام کے جھنڈے تلے جمع کرنا ہے۔ پس آج یہ خدا تعالیٰ کی تقدیرِ مبرم ہے کہ زمانے کے امام اور مسیح محمدی اور اس کے غلاموں نے یہ کام سرانجام دینا ہے۔ اور صبر، دعا اور قربانی کی روح کو سمجھتے ہوئے، قربانی کے معیار قائم کرتے ہوئے اس کام کو سرانجام دینا ہے۔ جماعت احمدیہ کی تاریخ ہمیں اس صبر، دعا اور قربانی کے معیار ہمیں دکھاتی ہے۔ قربانی کا معیار خودکش حملوں سے اپنے آپ کو اُڑا دینے سے قائم نہیں ہوتا۔ یا دنیا کو دھوکہ دینے کے لئے خودکُش حملوں کو فدائی حملوں کا نام دینے سے حاصل نہیں ہوتا۔ بلکہ قربانی کا معیار اس صبر و رضا اور اطاعت سے حاصل ہوتا ہے جو خدا کا بھیجا ہوا اپنے ماننے والوں کے سامنے جو پیغام سامنے رکھتا ہے اس کی اطاعت کرنے میں ہوتا ہے۔ جب آنحضرت ﷺ نے یَضَعُ الْحَرْب کی تلقین مسیح و مہدی کے زمانہ کے لئے اُمّت کو فرما دی تو ایمان کا تقاضا ہے کہ اس کی اطاعت کی جائے۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ پس آج احمدی ہیں جو گزشتہ ایک سو بیس سال سے جان، مال، وقت اور عزت کے نذرانے پیش کرتے چلے جا رہے ہیں۔ جماعت احمدیہ کی تاریخ کبھی جان کی اس قربانی کو نہیں بھلا سکتی جو صاحبزادہ عبداللطیف شہیدؓ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی زندگی میں دی۔ باوجود کئی قسم کے لالچوں اور کئی دن کی سوچ وبچار کا موقع ملنے کے آپ نے انتہائی صبر و رضا کے ساتھ ظالموں کی پتھروں کی بارش میں اپنے ایمان کا اظہار کرتے ہوئے جان کی قربانی دے دی۔ جس کے بارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ یقینِ کامل کا نمونہ شہزادہ مولوی عبداللطیف شہیدؓ نے دکھا دیا۔ جان دینے سے بڑھ کر کوئی امر نہیں۔ اور ایسی استقامت سے جان دینا صاف بتلا رہا ہے کہ انہوں نے مجھے آسمان سے اترتے دیکھ لیا۔ پھر آپ فرماتے ہیں۔ شہید مرحوم نے مر کر میری جماعت کو ایک نمونہ دیا ہے اور دراصل میری جماعت ایک بڑے نمونے کی محتاج تھی۔ پس امامِ وقت نے جس کی قربانی کو ایک نمونہ قرار دے دیا وہ جماعت احمدیہ کی تاریخ میں سے تو کبھی نہیں نکل سکتی۔ ہاں اس نمونے کو سامنے رکھتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی جماعت کے بعد میں آنے والے جو افراد ہیں، وہ اپنی جان کے نذرانے معیارِ قربانی کو قائم رکھنے کی کوشش کرتے ہوئے ضرور پیش کرتے ہیں اور کئے، اور آج تک پیش کرتے چلے جا رہے ہیں۔ یہ سال جو 2010ء کا سال ہے، اس میں تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی سچائی کو دل کی گہرائیوں سے مانتے ہوئے آپ کے ماننے والوں میں سے 98 جانوں نے اپنی جان کا نذرانہ پیش کر دیا۔ اور یہ نذرانہ پیش کرتے ہوئے دنیا کو بتا دیا کہ جس معیارِ قربانی کو ہم قائم کرنے والے ہیں اس کی جڑیں اس روح سے سیراب ہو رہی ہیں، جو آنحضرت ﷺ نے اپنے صحابہ میں پیدا کی تھی، پس جس کی جڑیں اتنی گہری ہوں بلکہ حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل کی قربانیوں تک پہنچتی ہوں، ان جڑوں کو بھلا دشمن کی مخالفانہ ہوائیں یا جھونکے کس طرح ہلا سکتے ہیں؟

حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ مسیح محمدی نے جو پودا لگایا تھا وہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے آج ایک تناور درخت بن چکا ہے، جس کی شاخیں دنیا کے ہر براعظم کے 198 ممالک میں پھیلی ہوئی ہیں۔ اس درخت کو بھلا یہ مخالفانہ ہوائیں کس طرح ہلا سکتی ہیں۔ ہم نے تو جماعت احمدیہ کی تاریخ میں یہی کچھ دیکھا کہ ہر مخالفت ہر قربانی پھل لاتی ہے اور پہلے سے بڑھ کر پھل لاتی ہے۔ اب تک کی جماعت کی قربانیوں کی تاریخ میں اس سال سے پہلے 74ء میں سب سے زیادہ شہادتیں ہوئیں تھیں، غالباً تیس کے قریب تھیں۔ لیکن 74ء کے بعد جماعت کو جو وسعت ملی جس طرح جماعت پھیلی اس کی مثال پہلے نہیں تھی۔ مالی لحاظ سے جن کو نقصان ہوئے، ان کے مالی حالات پہلے سے بہت بہتر ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی انتہا دیکھ کر خود ان قربانی کرنے والوں کو بھی حیرت تھی کہ خدا تعالیٰ کس طرح اپنی قدرت کے نشان دکھا رہا ہے۔ پھر 84ء کا بدنامِ زمانہ آرڈیننس آیا جس میں 74ء کی اسمبلی کے فیصلے میں مزید سختیاں پیدا کیں۔ احمدیوں کی زندگیاں تنگ کر دی گئیں۔ جیلوں سے احمدیوں کو بھرا گیا۔ اس ظالمانہ قانون کی وجہ سے جس کی انتہا یہاں تک تھی کہ احمدی دوسرے کو سلام بھی نہیں کر سکتا تھا، بلکہ نام بھی نہیں رکھ سکتے تھے۔ خلیفہ وقت کو پاکستان سے نکلنا پڑا تو اللہ تعالیٰ نے جماعت کی وسعت پیدا کرنے کے لئے وہ راستے کھولے جن کا پہلے تصور بھی نہیں تھا۔ اور اس قانون کی وجہ سے ایک دنیا میں جماعت متعارف ہوئی۔ پھر یہ جو قانون ہے پاکستان میں رہنے والوں کے لئے آج تک مشکلات پیدا کرتا چلا جا رہا ہے۔ احمدی ان مشکلات کا سامنا کر رہے ہیں۔ وقتاً فوقتاً جب بھی انتظامیہ کو وبال اُٹھتا ہے وہ احمدیوں پر اس قانون کی وجہ سے سختیاں پیدا کرتی ہے۔ تو بہرحال اس قانون کی وجہ سے جو احمدی آج کل پاکستان میں ہیں انہوں نے پھر قربانی کے تسلسل کے معیار قائم کئے ہیں۔ جیسا کہ مَیں نے کہا جہاں جس کا بَس چلتا ہے انتظامیہ میں سے، بلکہ مولویوں میں سے بھی، احمدیوں کے لئے مشکلات کھڑی کی جاتی ہیں۔ اور پھر اس عرصے میں جماعت نے جو جان کی قربانی پیش کی ہے وہ کوئی معمولی قربانی نہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے بھی نوازنے کے رنگ ایسے ہیں کہ جس کے کوئی پیمانے نہیں۔ دشمن کہتا ہے کہ باز آ جاؤ اور احمدیت سے تائب ہو جاؤ ورنہ ہم یہ کر دیں گے اور وہ کر دیں گے۔ یہاں تک کہ جیسا کہ میں نے کہا کہ احمدیوں نے ان کے ظلموں کی وجہ سے جانوں کے نذرانے بھی پیش کئے اور شہادت کا رتبہ پایا۔ لیکن کسی ایک کے بھی قریبی عزیز نے کمزوری دکھاتے ہوئے دشمن کے سامنے گھٹنے نہیں ٹیکے۔ زندگی کی بھیک نہیں مانگی۔ اپنے مالی نقصانات سے بچنے کی بھیک نہیں مانگی۔ صبر واستقامت کے وہ نمونے قائم کئے جو یقیناً سنہری حروف سے لکھے جانے والے ہیں۔ ابھی حال ہی میں یہ مردان میں شہادت ہوئی ہے، مکرم شیخ محمود صاحب کی، ان کا بیٹا عزیزم عارف محمود زخمی ہوا ہے۔ جیسا کہ مَیں نے خطبہ جمعہ میں بھی بتایا تھا کہ اس زخمی نوجوان سے جب ناظر امورِ عامہ نے فون پر بات کی تو اس نے ان کو کہا کہ زخموں کے باوجود بھی مَیں بڑے حوصلے میں ہوں، اور انشاء اللہ تعالیٰ ہمارے ایمانوں کو کوئی ڈگمگا نہیں سکتا۔ پس جس قوم نے ایسی قربانیاں کرنے والے موجود ہوں، ایسے نوجوان موجود ہوں جو موت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کرنے والے ہوں، ان کو موت سے کیا ڈرانا۔ یہ ایمان اُن میں اس یقین کی وجہ سے پیدا ہوا ہے کہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام یقیناً آنے والے مسیح و مہدی ہیں۔ اور خدا تعالیٰ کی رضا اب اسی میں ہے کہ اس مسیح و مہدی کے ساتھ جُڑ کر اس کی رضا کو حاصل کیا جائے، اس کے فضلوں کا وارث بنا جائے۔ اور اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ان کے دلوں کو مضبوط کرتا اور انہیں تسلی دیتا ہے کہ نَحْنُ اَوْلِیٰٓؤُکُمْ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَۃِ (حم السجدۃ:32)۔ پس جس کا دوست اور ولی دنیا و آخرت میں خدا تعالیٰ ہو جائے اس کو دنیا والوں کی کیا پرواہ ہو سکتی ہے۔ اور اس کو قربانیاں کرنے سے کون روک سکتا ہے۔ پس اس نوجوان نے جب یہ کہا کہ یہ ایک دو گولیاں تو کوئی چیز نہیں ہیں۔ اگر ہمیں چھلنی بھی کر دیا جائے تو پرواہ نہیں۔ تو یہ عزم انہی لوگوں میں پیدا ہوتا ہے جو خدا تعالیٰ کی رضا کی خاطر اپنا سب کچھ قربان کرنے کے لئے تیار ہوتے ہیں۔ پس ہم نے جب زمانہ کے امام سے عہدِ وفا باندھا ہے تو اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے باندھا ہے۔ اس سوچ کے ساتھ باندھا ہے کہ خدا تعالیٰ سے تعلق کو پروان چڑھانا ہے۔ اس بات کو جانتے ہوئے یہ عہد باندھا ہے کہ عشق و وفا کے کھیت خون سینچے بغیر نہیں پنپتے۔ اس یقین پر قائم ہوتے ہوئے باندھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام سے جو غلبہ کا وعدہ کیا ہے وہ یقیناً پورا ہونا ہے۔ کیونکہ بہت سے وعدوں کو ہم نے پورا ہوتے دیکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے وعدے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے ساتھ کسی زمانے تک محدود نہیں تھے، یا یہ نہیں تھا کہ چند وعدوں نے پورا ہونا ہے اور چند نے نہیں۔ آپ نے اللہ تعالیٰ سے علم پا کر جو پیشگوئیاں فرمائی ہیں۔ یا اللہ تعالیٰ نے آپ کو جو خوشخبریاں دی ہیں وہ پوری ہونے کے لئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے وعدوں سے پیچھے نہیں ہٹا کرتا۔ ہاں اُن

سے حصہ لینے کے لئے اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے راستوں پر چلنا ضروری ہے۔ اپنی اطاعت اور قربانی کے معیار قائم کرنے ضروری ہیں۔ جب تک ہم یہ کرتے رہیں گے اللہ تعالیٰ کی نصرت ہمارے شاملِ حال رہے گی انشاء اللہ۔ اگر ہم گہرائی میں جا کر دیکھیں تو مسیح موعود کے زمانے میں اسلام کی نشأۃ ثانیہ کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا ہے۔ اور اسلام کی ترقی احمدیت کے ذریعہ ہونے کا اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے۔ جو وَآخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ (الجمعة:4) میں واضح کر دیا گیا ہے۔ بلکہ اگر ہم مزید غور کریں اور دیکھیں تو خدا تعالیٰ کے وعدوں کے پورا ہونے کی یقین دہانی قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْيَا کے الفاظ سے ہی ہو جاتی ہے۔ اس رؤیا کو پورا کرنے میں صرف باپ کا ہی ہاتھ نہیں تھا بلکہ بیٹے نے جب کہا کہ سَتَجِدُنِيْ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِيْنَ۔ اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ یقیناً مجھے صبر کرنے والوں میں پائے گا۔ پس اس صبر کے عہد نے اگلی نسل کے قربانی کے معیار کے حصول کا عندیہ بھی دے دیا۔ صرف گردن کٹ جانے سے صبر کیا ہونا تھا۔ صبر کے جوہر تو اس وقت کھلنے تھے جب مستقل قربانی کے معیار قائم ہونے تھے۔ جب بغیر کسی شکوے کے اللہ تعالیٰ کی خاطر اپنے آپ کو ہر قربانی کے لئے پیش کرنا تھا۔ اور وہ ساری زندگی ایک بے آب و گیاہ جگہ میں بچپن سے آخر تک گزار کر قائم ہوئے۔ اور پھر اللہ تعالیٰ نے جب یہ فرمایا کہ إِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ۔ یقیناً ہم نیکی کرنے والوں کو اسی طرح جزا دیا کرتے ہیں۔ دونوں کو اس قربانی کے لئے تیار پا کر محسنین میں شمار کیا۔ لیکن اصل محسنین کا شمار پھر ذبح عظیم کے دور کے ساتھ شروع ہونا تھا۔ جب اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوتِ قدسی سے لاکھوں محسنین پیدا کئے۔ لاکھوں نیکیاں بجالانے والے پیدا کئے۔ جنہوں نے صبر و وفا کے نمونے قائم کئے۔ اور پھر جیسا کہ میں بتا آیا ہوں کہ یہ آخرین کا زمانہ اللہ تعالیٰ نے اس زمانے کے ساتھ جوڑ دیا جس میں پھر صبر و وفا کے نمونے قائم ہونے لگے۔ وفا کے نمونے کی مثال پھر اللہ تعالیٰ نے ابراہیمؑ کی ہی دی ہے۔ فرمایا وَإِبْرَاهِيْمَ الَّذِيْ وَفّٰى (النجم:38)۔ ابراہیم جس نے کامل وفا کے ساتھ عہد کو پورا کیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس آیت کے حوالہ سے کہ جب وہ بیٹے کی قربانی کے لئے تیار ہو گیا تو یہ آواز آئی۔ پس باپ کی وفا اور بیٹے کا صبر جب مل گئے تو اللہ تعالیٰ نے نہ صرف یہ کہ ان کی یاد کو جاری رکھنے کے لئے حج کی عبادت مسلمانوں میں جاری فرما دی اور پھر یہ کہ وہ عظیم نبی اس نسل میں سے مبعوث فرمایا جس نے فنافی اللہ ہونے کا ایک منفرد اور عظیم معیار قائم فرما دیا۔ جس کا ذکر قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ یوں فرماتا ہے۔ قُلْ إِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ (الانعام:163) تُو ان سے کہہ دے کہ میری نماز اور میری قربانی اور میری زندگی اور میری موت اللہ ہی کے لئے ہے جو رب العالمین ہے۔ اور پھر ہمیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس رسول کے صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ پر چلو۔ کیونکہ اب یہ اسوہ ہی ہے جو تمہارے لئے معیار بھی قائم کرتا ہے عبادتوں کے معیار بھی قائم کرتا ہے۔ بلکہ ہر خلق کا معیار، ہر نیک عمل کا معیار آنحضرت ﷺ کے اسوہ میں ہی ہے۔ پس وہ وفا اور صبر اور قربانی کے معیار حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت اسماعیلؑ نے قائم کئے تھے، اُن کی انتہا حضرت محمد مصطفی ﷺ پر آ کر ختم ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے ابتدائی معیاروں سے لے کر انتہائی معیاروں تک کی مثالیں ہمارے سامنے پیش فرما کر پھر ہمیں یہ حکم دیا کہ تمہارے لئے اُسوہ حسنہ یہ انتہائی معیار ہے۔ اس انتہائی معیار کے حصول کے لئے صحابہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں ہزاروں اسماعیل پیدا ہوئے۔ جنہوں نے خدا تعالیٰ کے نام کی سربلندی کے لئے، اسلام کے دفاع کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی تعلیم کو دنیا میں پھیلانے کے لئے اپنی گردنیں کٹوائیں اور جانوں کے نذرانے پیش کئے۔ وفا اور صبر کے نمونے دکھائے۔ اور جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے اللہ تعالیٰ نے انہیں اس صبر و وفا کی وجہ سے رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ کا اعزاز بخشا۔ پس آج مسیح محمدی کے غلاموں کا بھی یہی کام ہے کہ صبر و وفا کے پیکر بنتے چلے جائیں۔ اس سال جو سَو کے قریب قربانیاں عشق و وفا کے کھیتوں کو سینچنے کے لئے مسیح محمدی کے غلاموں نے دی ہیں یہ یقیناً اس بات کا ثبوت ہیں کہ ہم عشق و وفا کے میدان میں کبھی پیچھے ہٹنے والے نہیں۔ پس اللہ قربانی کرنے، ان قربانی کرنے والوں نے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کر لی کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے۔ میرے پاس جو خطوط اس اظہار کے ساتھ آتے ہیں کہ ہم بھی قربانیاں پیش کرنے کے لئے تیار ہیں اور ہم اس گروہ میں ہیں جن کے بارے میں قرآن کریم فرماتا ہے کہ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ (الاحزاب:24)۔ یعنی ان میں سے وہ بھی ہیں جو ابھی انتظار کر رہے ہیں کہ کب موقع ملے تو ہم بھی اپنے عہد وفا کو سچا کر کے دکھائیں۔ پس یہ عید ان قربانی کرنے والوں کی قربانیوں کو یاد رکھتے ہوئے، وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ (الاحزاب:24) کے عہد کی تجدید کی عید ہے۔ یہ خدا تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ اس نے کس سے کس رنگ میں قربانی لینی ہے۔ لیکن اگر ہم عہد وفا نبھاتے ہوئے صبر اور دعا کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے ساتھ پختہ تعلق جوڑے رکھیں گے، اپنے جو ہمارے قربانیاں کرنے والے پیارے ہیں، ان کے نمونوں کو سامنے رکھتے ہوئے اپنے ایمانوں میں مضبوطی پیدا کرتے چلے جائیں گے تو یقیناً ہم اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث بنیں گے۔ یہ تسلی بھی ہمیں خدا تعالیٰ نے ہی دی ہے کہ خالص ہو کر نیکیاں کرنے والوں کو خدا تعالیٰ جزا دیتا ہے۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ ہمارے یہ قربانیاں کرنے والوں کی قربانیوں کو اللہ تعالیٰ نے اس طرح نوازا ہے کہ افریقہ کے دور دراز جنگلوں اور صحراؤں سے لے کر یورپ و امریکہ کے پُر رونق شہروں تک میں نہ صرف احمدیت کا پیغام پہنچا ہے بلکہ بیعتوں کی تعداد میں بھی اضافہ ہوا ہے۔ افریقہ کی ایک ملک کی رپورٹ میں دیکھ رہا تھا کہ جہاں پچھلے سال میں ایک ہزار بیعتیں ہوئی تھیں، ان چند مہینوں میں ان شہادتوں کے بعد وہاں پانچ ہزار کے قریب بیعتیں ہو چکی ہیں۔ اسی طرح ہمارے ایک مربی صاحب نے مبلغ نے رپورٹ میں لکھا کہ ایک جگہ میں گیا سخت قحط کی صورتِ حال تھی اور فصلیں بھی ان کی تباہ ہو رہی تھیں۔ وہاں کے لوگ نماز استسقاء کے لئے باہر نکل رہے تھے۔ تو میں نے ان کے امام سے جو غیر احمدی تھے پوچھا، کس طرح پڑھائیں گے۔ اصل طریقہ تو یہ ہے۔ تو اس نے کہا کہ آپ ہی پڑھا دیں۔ انہوں نے نماز پڑھائی اور یہ کہتے ہیں اُس وقت میری کیفیت یہ ہوئی کہ اللہ تعالیٰ، ابھی چند دنوں کی بات ہے جب لاہور کا واقعہ ہوا ہے پچاسی چھیاسی احمدیوں نے قربانیاں دی ہیں۔ آج تُو یہ نظارہ دکھا دے کہ اُن کی قربانیوں کو قبول کرتے ہوئے ہمیں یہاں ایک بڑی جماعت عطا کر دے۔ اور اللہ تعالیٰ نے پھر یہ عجیب نظارہ دکھایا کہ چمکتی دھوپ میں تھوڑی دیر کے بعد بادل آئے اور بارش ہوئی اور اس گاؤں میں، اس علاقہ میں یہ مشہور ہو گیا کہ یہ احمدیوں کی دعا کی وجہ سے ہماری فصلوں پہ نکھار آیا ہے۔ اور وہاں ایک ہزار سے اوپر بیعتیں ہو گئیں۔ تو یہ نظارے ہیں جو اللہ تعالیٰ دکھا رہا ہے۔ اسی طرح عرب ملکوں سے بعض خطوط آ رہے ہیں، ان کی توجہ پیدا ہوئی۔ گھانا میں دو مسلمان لیڈر جو ہیں انہوں نے بیعت کر لی جو پہلے مخالفت میں پیش پیش تھے۔ تو یہ ہوا ہے جو اللہ تعالیٰ چلا رہا ہے، دلوں کو پھیر رہا ہے یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان قربانیوں کو قبول فرمایا۔ جس کے ظاہری نشان بھی ظاہر ہو رہے ہیں۔ احمدیت کوئی علاقائی مذہب نہیں ہے بلکہ یہ تو اسلام کی حقیقی تصویر ہے۔ اور اسلام ایک عالمگیر مذہب ہے جس کے دنیا میں غالب آنے کا اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے۔ پس کیا پاکستان یا چند مسلمان ممالک کی مخالفت سے اس عالمگیر پیغام کو روکا جا سکتا ہے۔ یہ مخالفین کی بھول ہے۔ بلکہ مسلمان ملکوں میں بھی احمدیت کی طرف توجہ پیدا ہو رہی ہے۔ یہ اس لئے کہ یہاں مرزا غلام احمد قادیانیؑ کی ذات کا سوال نہیں ہے۔ بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے جس کو دنیا کی کوئی طاقت پورا ہونے سے نہیں روک سکتی۔ آج اس کرہ ارض پر صرف ایک جماعت ہے جو مسیح محمدی کے غلاموں کی جماعت ہے جو خدائی وعدہ اور تقدیر کا حصہ بن کر اسلام کے پیغام کو دنیا کے کناروں تک پہنچانے کا فریضہ سرانجام دے رہی ہے۔

بہر حال یہ صرف جماعت احمدیہ ہی ہے جو یہ پیغام پہنچا رہی ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام ہے اور اس کے لئے احمدیوں کی جو قربانیاں ہیں وہ نئے سے نئے راستے دکھا رہی ہیں اور کھول رہی ہیں۔ پس یہ جاگ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لگائی یہ ذبح عظیم کا ادراک جو ہم میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیدا فرمایا۔ یہ آج مسیح محمدی کے غلاموں میں ہر قوم کے احمدی مسلمانوں میں ایک نشان کے ساتھ ظاہر ہوتا نظر آ رہا ہے۔ پاکستان کے احمدی ہیں یا ہندوستان کے احمدی ہیں یا بنگلہ دیش کے یا انڈونیشیا کے یا کسی افریقن ملک کے یا عرب ملک کے، اپنی قربانیوں کے معیار پر غور کرنے لگ گئے ہیں تا کہ اسلام اور احمدیت کا جھنڈا جلد تر دنیا میں لہراتا دیکھیں۔ اللہ کرے کہ یہ عید ہمیں اپنے پیاروں کی قربانیوں کو ہمیشہ یاد دلاتی رہے۔ اور ہم اس وقت تک چین سے نہ بیٹھیں جب تک کہ حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا دنیا کے کونے کونے میں گاڑ کر پیار محبت، صبر و وفا اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے والے کثرت سے دنیا میں نہ دیکھ لیں۔ اور جب یہ ہو گا تو یقیناً وہی ہماری قربانیوں کی قبولیت کی حقیقی عید ہو گی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

خطبہ ثانیہ کے بعد حضور انور نے فرمایا:

اب ہم دعا کریں گے۔ دعاؤں میں شہداء کے خاندانوں کو بھی یاد رکھیں، مبلغین سلسلہ کو بھی یاد رکھیں، ان کو سب قربانیاں کرنے والوں کو یاد رکھیں جو کسی بھی رنگ میں جماعت کے لئے قربانیاں دے رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ یہ عید ہمارے لئے ہر لحاظ سے بابرکت فرمائے۔ اور ہماری حقیر کوششوں کو قبول فرماتے ہوئے ہمیں جلد فتح و نصرت کے نظارے دکھائے۔ اور ساتھ ہی میں آپ سب کو عید مبارک کا پیغام بھی دیتا ہوں اور پھر تمام دنیا کے احمدیوں کو۔ اللہ تعالیٰ یہ عید ہر ایک کے لئے، ہر احمدی کے لئے ہر لحاظ سے بابرکت فرمائے۔

اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ نے ہاتھ اٹھا کر اجتماعی دعا کروائی اور دنیا کے تمام براعظموں میں پھیلے ہوئے لاکھوں کروڑوں احمدی جو ایم ٹی اے کے توسط سے حضور انور ایدہ اللہ کا یہ خطبہ عید الاضحی براہ راست سن رہے تھے وہ بھی اس اجتماعی دعا میں شامل ہوئے۔

نعتیہ غزل

میرا وجود قریۂ تہمت میں گم رہا — مَیں اپنے مصطفیٰؐ کی محبت میں گم رہا
میں اُسؐ کا اُمّتی ہوں جسے اُمّتیں ملیں — جسؐ کا مقامِ عرش کی رفعت میں گم رہا
جسؐ کی گلیمِ حُسن میں لپٹی ہے کائنات — مَیں اُسؐ کی رحمتوں کی عنایت میں گم رہا
اُسؐ کی گلی میں کتنے گدا آئے اور گئے — مَیں عمر بھر حیا کی اذیّت میں گم رہا
اشکوں سے جسؐ کے ابھریں سحر خیز بستیاں — وہؐ سرزمینِ شب پہ ریاضت میں گم رہا
وہ عشقِ لازوال اُسیؐ کا نصیب تھا — جلوت میں بھی جو یار کی خلوت میں گم رہا
اُسؐ نے لٹا دیئے سبھی سامانِ صد نشاط — وہؐ غمگسارِ خلق سخاوت میں گم رہا
وہؐ جس کے دل کی آگ زمیں پاک کر گئی — وہؐ اپنے جذب وشوق کی حدّت میں گم رہا
سب کہکشائیں جسؐ کے لئے تھیں رہِ وصال — وہؐ خوش قدم وصال کی حیرت میں گم رہا
جسؐ نے ابد کو سونپ دی تھی ساعتِ ازل — وہؐ خاتم المُقام کی وسعت میں گم رہا
سجدہ کیا تھا جسؐ کو ملائک نے بھی جمیلؔ — ربّ الوریٰ کی عظمت و ہیبت میں گم رہا

(جمیل الرحمٰن۔ لندن)

صادق کی معیت

حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا:

"كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ (التوبة: 119) بھی اسی واسطے فرمایا گیا ہے۔ سادھ سنگت بھی ایک ضرب المثل ہے۔ پس یہ ضروری بات ہے کہ انسان باوجود علم کے اور باوجود قوت اور شوکت کے امام کے پاس ایک سادہ لوح کی طرح پڑا رہے تا اُس پر عمدہ رنگت آوے۔ سفید کپڑا اچھا رنگا جاتا ہے اور جس میں اپنی خودی اور علم کا پہلے سے کوئی میل کچیل ہوتا ہے اس پر عمدہ رنگ نہیں چڑھتا۔ صادق کی معیت میں انسان کی عقدہ کشائی ہوتی ہے اور اسے نشانات دیئے جاتے ہیں جن سے اس کا جسم منوّر اور روح تازہ ہوتی ہے۔"

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 126۔ جدید ایڈیشن)

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔

محترم سیٹھ محمد یوسف صاحب

محترم سیٹھ محمد یوسف صاحب امیر جماعت احمدیہ ضلع نوابشاہ کو مورخہ 9؍ستمبر 2008ء کو افطاری کے لئے دکان سے گھر جاتے وقت بھرے بازار میں احمدیہ مسجد کے سامنے موٹرسائیکل پر سوار دوافراد نے اندھا دھند فائرنگ کر کے شدید زخمی کر دیا۔ آپ کو سر، گردن اور سینے میں تین گولیاں لگیں۔ فوری طور پر نوابشاہ میڈیکل ہسپتال لے جایا گیا لیکن ایک گھنٹہ بعد ہی زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے شہید ہوگئے۔ آپ کی عمر 69 سال تھی۔ آپ نے 19 سال کی نوجوانی کی عمر میں نظام وصیت میں شمولیت کی توفیق پائی تھی۔ تدفین احمدیہ قبرستان نوابشاہ میں عمل میں آئی۔ اس موقعہ پر متعدد غیراز جماعت افراد اور ایم کیو ایم کے ایک زونل وفد نے بھی شرکت کی جس میں دوکونسلر اور دو ناظم شامل تھے۔

محترم سیٹھ محمد یوسف صاحب بے لوث خدمت کرنے والے وجود تھے۔ آغاز جوانی سے ہی آپ کو خدمت دین کی توفیق ملنی شروع ہوگئی تھی۔ مختلف حیثیتوں سے خدمت کی توفیق پاتے ہوئے آپ امیر نوابشاہ شہر اور 4 دسمبر 1993ء تا وفات امیر ضلع نوابشاہ کے عہدوں پر فائز رہے۔ آپ ہی کے دورِ صدارت میں محمود ہال نوابشاہ بنا جس کا نام حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے عطا فرمایا۔ ایوان طاہر جیسا عظیم الشان ہال بھی آپ کی امارت میں تعمیر ہوا۔ دل کے مریض ہونے کے باوجود بے انتہا محنت کے عادی تھے۔

آپ عمدہ اخلاق اور بہت سی خوبیوں کے مالک تھے، آپ کی مہمان نوازی پورے ضلع میں مشہور تھی۔ آپ بہت ملنسار، خدمت خلق کرنے والے، غرباء کا خیال کرنے والے، اپنے پرائے کا درد رکھنے والے اور ہردلعزیز انسان تھے۔ ہر شخص کو سلام کرنا عزت واحترام سے پیش آنا ان کا وطیرہ تھا۔ آپ نے کبھی کسی کی دل شکنی نہیں کی۔ واقفین زندگی کا خاص احترام اور ان کی تمام ضروریات کا خیال رکھتے تھے اور بچوں سے بے انتہا شفقت سے پیش آنا ان کا معمول تھا۔

جماعتی خدمات کے دوران محترم سیٹھ صاحب کا مرکز سلسلہ سے بہت پختہ رابطہ رہتا تھا، دھیمے مزاج اور سادہ طبیعت ہونے کی وجہ سے ہر فرد جماعت سے ایک پختہ تعلق قائم ہوگیا تھا۔ ہر معاملہ فراست اور حکمت سے حل کرتے اور ہر تکلیف کو اپنے اوپر لیتے تھے۔

آپ کی اہلیہ مکرمہ نذیراں بیگم صاحبہ کے والد محترم ماسٹر جان محمد صاحب قیام پاکستان کے بعد قادیان سے ہجرت کر کے فاروق آباد ضلع شیخوپورہ میں آباد ہوگئے۔ 1974ء میں ان کا کاروبار لوٹ لیا گیا تھا۔ 1977ء میں ان کی وفات ہوگئی اور بہشتی مقبرہ ربوہ میں مدفون ہیں۔

مکرم سیٹھ محمد یوسف صاحب کے چار بیٹے اور ایک بیٹی ہیں۔ سب سے بڑے بیٹے مکرم عبدالسلام صاحب 2005ء میں وفات پاگئے تھے۔ مکرم محمد ادریس صاحب نوابشاہ میں ہی کاروبار کرتے ہیں۔ مکرم ڈاکٹر خالد یوسف صاحب کلینک کرتے ہیں اور مکرم آصف داؤد صاحب وکالت کرتے ہیں۔ اکلوتی بیٹی مکرمہ ثمینہ احسان صاحبہ اہلیہ مکرم احسان اللہ قمر صاحب واہ کینٹ میں ہیں۔

آپ کی شہادت کے بعد روزنامہ ''الفضل'' ربوہ کی مختلف اشاعتوں میں متعدد مضامین میں آپ کی سیرت پر روشنی ڈالی گئی۔ ذیل میں ایسے ہی مضامین کا خلاصہ ہدیۂ قارئین کیا جارہا ہے۔

❁ ❁ ❁

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 29 دسمبر 2008ء میں مکرم نصیر احمد کھرل صاحب بیان کرتے ہیں کہ 2004ء میں خاکسار دوڑ ضلع نوابشاہ میں بطور مربی سلسلہ مقرر ہوا اور 2007ء سے محمود ہال نوابشاہ میں خدمت کی توفیق پا رہا ہے۔ اس طرح محترم سیٹھ صاحب سے روزانہ ملاقات ہوتی تھی اور محترم امیر صاحب کی یہ خوبی تھی کہ وہ ہر جماعتی کام میں ضرور دو چار دوستوں سے مشورہ کرلیا کرتے تھے۔ آپ نہایت سادہ، شفیق، غرباء کا خیال رکھنے والے، دوسروں کی تکلیف کو دُور کرنے والے تھے۔ مہمان نوازی تو آپ میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ واقفین زندگی کے ساتھ بہت عزت واحترام سے پیش آتے تھے اور ایک مہربان باپ کی طرح ان کی ضروریات کو پورا کیا کرتے تھے۔

محترم امیر صاحب بہت مہمان نواز اور غرباء کا خیال رکھا کرتے تھے۔ ایک بار قریباً 40 مہمان آنے تھے اور کھانے کا انتظام 100 افراد کے لئے تھا۔ خاکسار نے کہا کہ تھوڑے پیسوں میں انتظام ہوسکتا تھا تو آپ نے فرمایا کہ بعض ہمارے احمدی غریب بھائی ہیں اس طرح ان کے گھروں میں کھانے بھیج دیتے ہیں اور وہ بھی اچھا کھانا کھالیتے ہیں۔

ایک دفعہ ربوہ سے دو مرکزی مہمان نوابشاہ تشریف لائے تو محترم امیر صاحب بھی اُن کو سٹیشن پر چھوڑنے گئے۔ ٹرین نے شام پانچ بجے آنا تھا لیکن لیٹ ہوگئی۔ آپ کی طبیعت ناساز تھی اور مہمانان بھی آپ سے گھر جاکر آرام کرنے کے لئے باربار کہہ رہے تھے۔ لیکن اُن کے اصرار کے باوجود آپ گھر نہ گئے اور سٹیشن پر گاڑی کا انتظار کرتے رہے جو اگلی صبح 4 بجے آئی۔ بہت منکسرالمزاج تھے۔ اپنی ایک چھوٹی سی دکان میں آپ جماعتی کام کیا کرتے تھے۔ جب کوئی دوست وہاں آپ سے ملنے آتے تو آپ مہمان کو کرسی پیش کرتے اور خود بینچ پر بیٹھ جاتے اور مہمان کے اصرار پر بھی بینچ سے نہ اٹھتے۔

آپ کو مطالعہ کا بہت شوق تھا اور آپ کا مطالعہ بہت وسیع تھا۔ ادب سے بھی بہت دلچسپی تھی۔ درثمین کلام محمود، کلام طاہر اور احمدی و دیگر شعراء کے آپ کو بے شمار شعر یاد تھے اور آپ ان کو موقع محل پر سنایا بھی کرتے تھے۔ شہادت سے چند روز قبل یہ شعر اکثر سناتے اور اُس وقت آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوجایا کرتے تھے۔

عدل کریں تے تھر تھر کمن اچیاں شاناں والے
فضل کریں تے بخشے جاون میرے جے منہ کالے

محترم ڈاکٹر عبدالمنان صاحب صدیقی کی شہادت پر آپ بہت افسردہ تھے لیکن آپ ہمیں حوصلہ دیتے ہوئے کہتے کہ اس سے گھبرانا نہیں چاہئے یہ ہماری زندگیوں کا حصہ ہیں۔ اگر کسی آدمی کو ایک مہینہ کا کام دیا جائے اور وہ اسے ایک ہفتہ میں مکمل کرلے فرمایا یہی حال ڈاکٹر صاحب کا ہے کہ انہوں نے اپنا کام ایسے ہی مکمل کیا ہے اور بڑی تیزی سے کیا ہے۔

❁ ❁ ❁

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 15 نومبر 2008ء میں مکرم طارق محمود صاحب بیان کرتے ہیں کہ محترم سیٹھ محمد یوسف صاحب امیر ضلع نوابشاہ سے میرا تعلق 1990ء سے تھا جب خاکسار اپنی سروس کے سلسلہ میں نوابشاہ آیا اور پھر یہ تعلق گہرا ہوتے ہوتے محبت کا رنگ اختیار کرگیا۔ آپ ہر وقت سلسلہ کے کاموں میں مصروف رہا کرتے تھے۔ بیشمار خوبیوں کے مالک تھے جن میں سب سے نمایاں خوبی مہمان نوازی اور واقفین سلسلہ کی عزت وتکریم ہے۔ دل کے مریض ہونے کے باوجود مرکز سلسلہ سے آئے ہوئے مہمانوں کا خود خیال رکھتے تھے اور اس مقصد کے لئے زیادہ سے زیادہ وقت اُن کے ساتھ گزارتے۔

واقفین زندگی کا بے حد احترام کیا کرتے تھے۔ ہمیشہ اصرار کرکے فرنٹ سیٹ پر مربی صاحب کو بٹھایا کرتے اور خود گاڑی کی پچھلی سیٹ پر بیٹھتے۔

آپ گو زیادہ تعلیم یافتہ نہ تھے لیکن ادب سے بہت لگاؤ تھا۔ بیشمار اشعار آپ کو زبانی یاد تھے اور مختلف مواقع پر برمحل استعمال بھی کیا کرتے تھے۔ بہت ساری قیمتی کتب آپ کی ذاتی لائبریری میں موجود ہیں۔ آپ شعر بھی کہا کرتے تھے اور کبھی کبھی چند دوستوں کو سنایا بھی کرتے تھے۔ آپ کی یادداشت بلا کی تھی۔ جماعتی حوالے سے یا ملکی یا دنیا کے حوالے سے ہر اہم واقعہ آپ کو دن تاریخ اور سن کی نسبت سے یاد تھا۔ مثلاً مجھے ایک دفعہ بتایا کہ سلسلہ کے ایک بزرگ نے فلاں دن فلاں تاریخ فلاں سن کو مجھ سے وقف زندگی کی درخواست پر بحیثیت صدر جماعت دستخط کروائے تھے۔

خاندان حضرت مسیح موعودؑ سے والہانہ لگاؤ تھا۔ ایک جلسہ یا اجتماع پر حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحبؒ تشریف لائے تو آپ بحیثیت قائد علاقہ روہڑی تک ٹرین میں ساتھ گئے۔ راستہ میں حضورؒ نے کھانا تناول فرمایا اور وہیں ہاتھ مبارک دھوئے تو آپ نے اپنا نیا رومال ہاتھ پونچھنے کے لئے پیش کیا۔ حضورؒ نے ہاتھ صاف کرکے رومال واپس کیا تو آپ نے ایک طرف جاکر جتنا رومال گیلا ہوا تھا اس پر مارکر سے نشان لگا دیا اور ایک کونے میں تاریخ بھی لکھ دی۔ یہ رومال آپ نے بعض دوستوں کو دکھایا بھی تھا۔

بہت نڈر اور قربانی کے جذبہ سے سرشار تھے۔ کئی شہداء کا نہایت محبت سے ذکر کرتے۔ اکثر خدام کے ساتھ ڈیوٹی پر کھڑے ہو جاتے۔ حالات خراب تھے حکم تھا کہ امیر صاحب کا خاص خیال رکھیں۔ میں عرض کرتا کہ آپ باہر نہ کھڑے ہوا کریں تو کہتے کہ یہاں کے لوگ میری عزت کرتے ہیں میرا خیال ہے یہ میرا لحاظ کریں گے۔

ایک دفعہ خادم مسجد نے آپ سے سخت بدتمیزی کی۔ خاکسار نے خدام کو کہا کہ اس کو باہر نکال دو تو آپ نے ہمیں منع کر دیا۔ جب عاملہ نے معاملہ پیش ہونے پر اُس خادم کو مسجد کی خدمت سے فارغ کر دیا تو محترم امیر صاحب نے تین چار دن کے بعد مجھے کہا کہ وہ خادم بہت غریب آدمی ہے، پتہ نہیں اس کے بچوں نے کچھ کھایا بھی ہوگا کہ نہیں۔ اور پھر اپنی جیب سے ایک معقول رقم اس کے لئے بھجوائی اور چند دن کے بعد اس کو معاف کر کے بحال بھی کر دیا۔

آپ کو مساجد کی تعمیر کا بے پناہ شوق تھا۔ نوابشاہ ضلع کی تمام مساجد اور جماعتی مراکز اور مربی ہاؤس اور گیسٹ ہاؤس آپ کی ذاتی نگرانی اور شوق کی وجہ سے پایۂ تکمیل تک پہنچے۔ ایک بار حضرت مرزا مسرور احمد صاحب (ایدہ اللہ بنصرہ العزیز) باندھی ضلع نوابشاہ تشریف لائے تو وہاں مسجد کی خستہ حالت کو دیکھ کر اُس کی فوری تعمیر کا ارشاد فرمایا۔ یہ مسجد اور اس کی زمین محترم عبداللہ ڈاہری صاحب مرحوم نے تحفۃً انجمن کو دی تھی۔ مسجد کی دوبارہ فوری تعمیر کا سن کر پریشان ہوگئے۔ کراچی سے بھی ماہرین کو بلایا تو انہوں نے مدّت کم از کم چھ ماہ بتائی۔ اس دوران وہاں کے حالات بھی خراب ہوگئے۔ آپ نے اپنی حکمت سے مرکز سے اجازت لے کر رات دن خود نگرانی کر کے محض ڈیڑھ ماہ کے قلیل عرصہ میں ایک وسیع ہال اور مربی ہاؤس بھی تعمیر کردیا۔ یہ ہال باندھی اور گردونواح کی تمام جماعتوں کی ضروریات پوری کررہا ہے۔

نوابشاہ کا محمود ہال، احمدیہ قبرستان اور ایک وسیع قطعہ اراضی، علاقہ سندھ میں سب سے بڑا ہال ایوان طاہر، سکرنڈ میں احمدیہ مسجد، دوڑ میں ایک قطعہ اراضی بغرض سنٹر باندھی میں ایک بہت بڑا ہال اور مربی ہاؤس باندھی میں ہے ایک وسیع اراضی بغرض سنٹر اور نوابشاہ میں ایک مربی ہاؤس کی تعمیر آپ کی ذاتی کوششوں اور محنت کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔

آپ نے کبھی کسی کی دلآزاری نہیں کی کبھی کسی کی شکایت نہیں کی ہمیشہ ستاری کے پہلو کو اپنائے رکھا اور آپ بہت صابر اور شاکر انسان تھے۔ 1975ء میں جب مخالفت احمدیت اپنے عروج پر تھی ایک دن

ماہنامہ ''تحریک جدید'' ربوہ اکتوبر 2008ء میں مکرم ناصر احمد سید صاحب کی ایک نظم محترم ڈاکٹر عبدالمنان صدیقی صاحب اور محترم سیٹھ محمد یوسف صاحب کی شہادت کے حوالے سے شامل اشاعت ہے۔ اس نظم میں سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے:

رخصت ہوا منان خدا دیکھ رہا ہے
یوسف ہوا قربان خدا دیکھ رہا ہے
معصوموں کا یہ خون تو رنگ لا کے رہے گا
اب کیوں ہو پریشان خدا دیکھ رہا ہے
ہم نے تو کسی سے کبھی نفرت نہیں رکھی
رکھا ہے جو یہ ایمان خدا دیکھ رہا ہے
تم کیسے مٹادو گے جو تقدیر اٹل ہے
اے وقت کے نادان خدا دیکھ رہا ہے

مظاہرہ کیا۔ مخالفین اپنے قبرستان میں دفن نہیں ہونے دیتے تھے۔ اس وقت اپنے بڑے بھائی سیٹھ محمد اسحٰق صاحب کی تحریک پر ایک قطعہ اراضی احمدیہ قبرستان کے لئے وقف کی اور وہ بچے سب سے پہلے اس قبرستان کے مکین بنے۔ یہ زمین اب شہر کے وسط میں آچکی ہے۔

....

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 23/اکتوبر 2008ء میں مکرم لئیق احمد عاطف صاحب اپنے مضمون میں رقمطراز ہیں کہ 2007ء کے آغاز میں خاکسار کو ایک جماعتی دورے پر نوابشاہ جانے کا موقع ملا۔ محترم امیر صاحب نے اتنا بھرپور تعاون کیا کہ گویا ہر وقت خود خدمت کرتے رہے۔ جس کے ساتھ ہمیں کہیں بھجوایا اُسے بھی یہی ہدایات دیں۔ جہاں ہم پہنچے وہاں کے صدر کو بھی یہی ہدایات تھیں۔ چنانچہ سکرنڈ سے واپسی پر صدر صاحب ہمیں بس سٹاپ تک اپنی کار میں چھوڑ کر بس کا انتظار کرتے رہے تاکہ ہم پہلے روانہ ہوں۔ میرے اصرار پر کہ آپ چلے جائیں اُن کا کہنا تھا کہ امیر صاحب نے انہیں یہی ارشاد فرمایا ہے۔ جب ہم واپس نوابشاہ پہنچے تو مکرم امیر صاحب ہمارا انتظار کر رہے تھے۔ پھر ہمیں ساتھ لے کر ایک ہوٹل میں کھانے کے لئے گئے مگر اپنے لئے کھانا نہ منگوایا۔ خاکسار کے پوچھنے پر کہنے لگے کہ میں نے پرہیزی کھانا کھانا ہوتا ہے، آپ کھائیں۔ کھانے کے بعد مکرم امیر صاحب کافی دیر تک ہمارے ساتھ گفتگو فرماتے رہے اور رات کو آرام کے لئے خود بستر کا انتظام فرمایا اور تمام اشیاء کا انتظام کرنے کے بعد گھر تشریف لے گئے، حالانکہ آپ خادم مسجد کو بھی کہہ سکتے تھے لیکن مرکزی مہمان کے لئے خود انتظامات فرماتے رہے۔

....

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 8/اکتوبر 2008ء میں مکرم نذیر احمد خادم صاحب بیان کرتے ہیں کہ مجھے 1972ء تا 1978ء ضلع نوابشاہ میں قیام کے دوران جناب سیٹھ صاحب مرحوم کو قریب سے دیکھنے کا موقع ملا۔ اس وقت آپ قائد خدام الاحمدیہ علاقہ سکھر ڈویژن تھے جس میں نوابشاہ اور خیرپور میرس کے اضلاع بھی شامل تھے۔ مجھے ان کی مجلس عاملہ میں بطور ناظم کام کرنے کی توفیق ملی۔ 1976ء تا 1978ء میں قائد خدام الاحمدیہ ضلع خیرپور مقرر ہوا تو آپ سے رابطہ اور تعلق اَور بھی زیادہ ہوگیا۔ آپ اکثر میٹنگز کے علاوہ مشورہ اور راہنمائی کے لئے بھی خاکسار کو اپنے ہاں آنے کی دعوت دیتے۔ ایک دفعہ میں شدید بیمار ہوگیا اور میرے معالج نے مجھے نوابشاہ ہسپتال میں داخل ہونے کا مشورہ دیا مگر محترم سیٹھ صاحب نے باصرار مجھے اپنے ہاں رکھا۔ خود روزانہ ہسپتال لے جاتے اور معائنہ اور ادویات وغیرہ کی تبدیلی کے بعد ساتھ ہی لے آتے۔ کوئی ہفتہ بھر آپ نے میرے لئے آرام دہ قیام و طعام اور فراوانی کے ساتھ پھلوں کا بھی اہتمام فرمایا اور مسلسل حوصلہ بھی بڑھاتے رہے جس کی وجہ سے میری صحت بڑی تیزی سے بحال ہوئی۔

ایک روز ایک دوست نے آکر کہا کہ میرا بھانجا ہسپتال میں داخل ہے۔ کل گھر سے پیسے آجائیں گے۔ مجھے کل تک 300 روپے عنایت فرمائیں۔ محترم سیٹھ صاحب نے 700 روپیہ ان کو دیتے ہوئے فرمایا کہ تین سو میں آپ کی ضرورت پوری نہیں ہوسکتی آپ یہ سات صدر کھ لیں۔

آپ سے تقریباً ہر سال ہی جماعت احمدیہ پاکستان کی مجلس شوریٰ کے ممبر کی حیثیت سے ربوہ میں ملاقات ہو جاتی۔ گزشتہ سال شوریٰ کی ایک سب کمیٹی میں ہم دونوں شامل تھے اور اتفاق سے نشستیں بھی متصل تھیں۔ رات گیارہ بجے کا عمل ہوگا کہ میں نے دیکھا کہ آپ کا چہرہ متغیر ہوگیا ہے اور شدید کرب اور بے چینی اور Anxiety کے آثار تھے۔ چونکہ دل کے مریض تھے میں نے گزارش کی کہ آپ صدر مجلس سے اجازت لے لیں۔ میں آپ کو قیام گاہ پر لے جاتا ہوں اور کسی معالج سے چیک بھی کروالیں گے مگر نہ مانے۔ کچھ دیر بعد جب طبیعت مزید خراب ہوئی تو میں نے پھر پُرزور درخواست کی تو اجازت لے کر اکیلے باہر گئے اور کوئی 10 منٹ بعد ہی واپس تشریف لے آئے اور کہا کہ طبیعت بہتر ہوگئی ہے اس لئے آگیا ہوں۔...... دل تو آپ کے عالی حوصلہ کو شکست نہ دے سکا مگر بزدل اور حسد کی آگ میں جلنے والے معاندین سلسلہ نے محبت الٰہی اور بندوں کی ہمدردی سے بھرا ہوا یہ دل چھلنی چھلنی کردیا۔

آپ مجھے ہمیشہ تاکید کرتے کہ اجتماع کے ہر اجلاس سے قبل جو بھی تلاوت ہو وہ صحیح اور خوش الحانی سے کی جائے اور ایسے دوستوں سے تلاوت کروائی جائے جن کی آواز جاندار ہو۔

....

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 24/اکتوبر 2008ء میں مکرم انور ندیم علوی صاحب لکھتے ہیں کہ قانون کی تعلیم مکمل کرنے کے بعد خاکسار نے 1975ء میں ضلع نوابشاہ سے وکالت کا آغاز کیا تو محترم سیٹھ صاحب کی راہنمائی میں جماعتی خدمت کا آغاز بھی کیا۔ آپ میرے محسن، مربی، اور بڑے بھائی کی طرح تھے۔ تنظیمی امور میں انہوں نے گویا انگلی پکڑ کر مجھے چلنا سکھایا۔ سکول والی تعلیم کم تھی مگر علم بہت زیادہ تھا۔ سلسلہ کے لٹریچر کا وسیع اور عمیق مطالعہ تھا، اس پر خداتعالیٰ نے آپ کو حافظہ کی دولت سے بے پناہ نوازا تھا۔ تحریر بہت خوبصورت اور جامع تھی۔ اعلیٰ درجے کا ادبی ذوق تھا۔ نامور مصنفین کی کتابیں ہمیشہ زیر مطالعہ رہتی تھیں۔ مختلف شعراء کے برمحل اشعار سے گفتگو اور تقریر کو سجادیتے۔ مزاج بڑا دھیما تھا ہمیشہ نرم لہجے میں گفتگو کرتے۔ میں نے تیس سالہ رفاقت میں آپ کو کسی سے لڑتے یا تلخ لہجے میں بات کرتے نہیں سنا۔ ناراض ہونا یا لڑنا انہیں آتا ہی نہ تھا۔ دل کشادہ اور دسترخوان وسیع تھا۔ اکرام ضیف ان کا محبوب مشغلہ تھا۔ طبیعت کے سادہ و مسکین محترم سیٹھ محمد یوسف جماعتی امور کے لئے اپنی جیب سے بادشاہوں کی طرح خرچ کرتے اور اس کے نتیجہ میں ان پر اللہ تعالیٰ کے انعام و اکرام کے گواہ میرے علاوہ کئی دوسرے احباب بھی ہیں۔

آپ اکثر رات گئے دیر تک پروگرام ترتیب دیتے رہتے کہ اگر اتنے پیسوں کا بندوبست ہوجائے تو فلاں مسجد کی توسیع ہوسکتی ہے یا فلاں سنٹر میں لجنہ کا ہال بن سکتا ہے۔ مساجد کی تعمیر میں کشادگی اور نفاست کا خاص خیال رکھتے۔ آپ نے صدر جماعت، قائد ضلع، قائد علاقہ، نائب امیر ضلع، امیر شہر اور امیر ضلع کی حیثیت سے خدمت کی توفیق پائی۔ قائد علاقہ کی حیثیت سے رحمٰن آباد میں مرکزی اجتماع کی طرز پر بڑے بڑے اجتماعات منعقد کئے۔ اپنے رفقاء کی حوصلہ افزائی کے لئے اپنے کام کا کریڈٹ بھی ساتھیوں کے کھاتہ میں ڈال دیتے۔

احمدی بھائی دور دراز علاقوں سے اپنے مسائل کے حل اور مشورہ کے لئے آپ کے پاس آتے۔ آپ بڑی خندہ پیشانی سے پہلے موسم کے مطابق ان کی تواضع کرتے۔ کھانے کا وقت ہوتا تو کھانے کا انتظام کراتے۔ مسائل بڑی توجہ سے سنتے۔ پیرانہ سالی کے باوجود جواں سالوں کی طرح متحرک تھے۔ مسئلہ حل کرنے کی مقدور بھر کوشش کرتے۔ حقیقتاً آپ کا وجود حالات کی تپتی ہوئی دوپہر میں ایک ٹھنڈے سایہ دار شجر کی مانند تھا ؎

اس بار جو ایندھن کیلئے کٹ کے گرا ہے
چڑیوں کو بڑا پیار تھا اُس بوڑھے شجر سے

1984ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی ہجرت کی وجہ سے سیٹھ صاحب بہت اداس رہتے۔ پھر جب حضورؒ کا خطبہ سیٹلائٹ کے ذریعے نوابشاہ میں دیکھنے کا موقع پیدا ہوا تو بڑے پُرجوش انداز میں دوستوں کو جمع کرتے اور تمام انتظامات کی خودنگرانی کرتے رہے۔

....

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 20/اکتوبر 2008ء میں مکرم محمود مجیب اصغر صاحب بیان کرتے ہیں کہ 1972ء میں جب بسلسلہ ملازمت مجھے نوابشاہ اور قریبی علاقوں میں رہنے کا موقع ملا تو محترم سیٹھ محمد یوسف صاحب قائد علاقہ تھے۔ خاکسار کو ان کے ساتھ عاملہ میں بھی خدمت کرنے کا موقع ملا۔

محترم سیٹھ محمد یوسف صاحب کا اپنے بھائیوں کے ساتھ مشترکہ کاروبار تھا۔ دکان پر جس دن سیٹھ محمد یوسف صاحب کی باری ہوتی جماعتی کاموں کے دوران ان کی دکان اس دن کئی کئی گھنٹے بند رہتی۔ ایک دفعہ انہوں نے عاملہ کے اجلاس میں بتایا کہ ان کے بڑے بھائی کو کبھی کبھی شکوہ رہتا ہے کہ جس دن میری باری ہوتی ہے دکان کئی کئی گھنٹے بند رہتی ہے لیکن اللہ تعالیٰ کا عجب تصرف ہے کہ جماعتی کام ختم کرنے کے بعد جب وہ دکان کھولتے ہیں تو اتنی ہی بلکہ اس سے زیادہ Sale ہو جاتی ہے جتنی سارا دن دکان کھول کر ان کے بھائی اپنی باری پر Sale کرتے ہیں۔ گویا دین کو دنیا پر مقدم کرنے کی ایک عجیب مثال تھی جو وہ دیا کرتے تھے۔

خداتعالیٰ نے انہیں قائدانہ صلاحیتیں دی ہوئی تھیں اور بڑے وسیع القلب اور حوصلے والے ہمدرد اور خدمت خلق کرنے والے وجود تھے۔ وہاں ایک سندھی بزرگ مکرم رضا محمد جو سبز پگڑی پہنتے تھے خود احمدی ہوئے تھے، تیسرے حصہ کی وصیت کی ہوئی تھی۔ بڑے عابد زاہد تہجد گزار اور داعی الی اللہ تھے صاحب رؤیا و کشوف تھے۔ ایک دفعہ کہنے لگے کہ نوابشاہ کی جماعت میں انفرادی طور پر اخلاص اور خدمت دین کا جذبہ دیکھ کر وہ تہجد میں سب سے پہلے مکرم سیٹھ محمد یوسف صاحب کے لئے دعا کرتے ہیں اور انہیں یہ خدا کی طرف سے گویا تحریک ہوتی ہے۔

جب کبھی محترم سیٹھ صاحب کے ساتھ ایک گروپ میں سفر کا موقع ملا تو باجماعت نمازوں کا خاص طور پر اہتمام دیکھا۔ کئی بار اکٹھے جماعتی دورے کی غرض سے ریلوے پر سفر کئے۔ اکثر اپنے پاس سے ٹکٹ لے کر دیتے اور مقامی طور پر اکثر اجلاسات میں کھانا وغیرہ آپ کی طرف سے ہی ہوتا۔

....

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 21/اگست 2009ء میں مکرم شریف احمد صاحب دیڑھوی لکھتے ہیں کہ خاکسار 1951ء میں کراچی سے آکر کرونڈی ضلع خیرپور سندھ میں آباد ہوگیا تھا۔ صوبہ سندھ میں 2 ڈویژن یعنی خیرپور اور حیدرآباد ڈویژن تھے۔ خیرپور ڈویژن میں محترم مولوی غلام احمد صاحب فرخ مربی تھے۔ اُن کا ہیڈ کوارٹر باندھی گوٹھ حاجی عبدالرحمٰن صاحب ڈاہری میں تھا اور انہوں نے ہی خیرپور کی سطح پر خدام کے اجتماع کا آغاز بھی کیا۔ محترم حاجی صاحب پہلے قائد ضلع اور پھر قائد علاقہ بنے۔ خاکسار بھی قائد مقامی، پھر قائد ضلع اور پھر قائد علاقہ خیرپور رہا۔ شروع میں اجتماع کا تمام خرچ محترم حاجی صاحب ہی ادا کرتے تھے۔ بعد میں مجالس کے اصرار پر خدام الاحمدیہ نے اس خرچ میں حصہ لینا شروع کیا۔ پھر خرچ کے لحاظ سے یہ خدمت محترم سیٹھ محمد یوسف صاحب کے حصہ میں آئی اور آخر وقت تک جاری رہی۔ باندھی کا اجتماع احمدیوں کی آپس میں میل ملاقات کا ذریعہ بنا۔ کراچی اور علاقہ حیدرآباد کے احمدی بھی شامل ہوتے تھے۔ محترم سیٹھ محمد یوسف صاحب اس وقت مقامی قائد اور ضلع نوابشاہ کے قائد تھے۔

1969-70ء میں خاکسار کو شدید مالی تنگی کا سامنا تھا۔ بہت پریشانی کی ایک دوپہر محترم سیٹھ صاحب سات آٹھ دوستوں کو ساتھ لے کر کرونڈی میرے پاس پہنچ گئے اور دریافت کیا کہ ہم میں سے ایک دوست نے آپ کے متعلق خواب دیکھی ہے کہ کھیت میں آپ کی گندم کٹی پڑی ہے اور ہم کہتے ہیں کہ چلو شریف صاحب کی گندم کو مل کر اکٹھا کردیں۔ اس لئے ہم سب آپ کے پاس آئے ہیں کہ ہم آپ کی کیا مدد کرسکتے ہیں۔

1970ء میں خاکسار ہجرت کرکے باندھی آگیا اور قریب آکر آپ کے ساتھ تعلق اور مضبوط ہوگیا۔ 1989ء سے خاکسار کو مرکز میں بطور انسپکٹر وقف جدید کام کی توفیق مل رہی ہے۔ میری ابتدائی تقرری سندھ میں ہوئی اور 1999ء کے آخر میں مستقل تبدیلی پنجاب میں ہوگئی مگر پھر بھی محترم سیٹھ صاحب سے ملاقات کی صورت پیدا ہوتی رہتی تھی۔ بے شمار مواقع پر نہایت ہمدردانہ سلوک کرکے آپ نے اپنے ساتھیوں کا دل موہ لیا ہوا تھا۔ مرحوم جتنے بڑے عظیم انسان تھے، اللہ تعالیٰ نے اتنا ہی عظیم مقام عطا کیا۔

ماہنامہ ’’النور‘‘ امریکہ مارچ 2008ء میں شامل اشاعت مکرم صادق باجوہ صاحب کی ایک نظم سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے:

ظلم کی رات کٹی صبح نمودار ہوئی
ایک موعودِ زمانہ کی طلبگار ہوئی
رہنماؤں کو تو تکفیر سے فرصت نہ ملی
پنجۂ یاس میں امّت تھی گرفتار ہوئی
کنج تنہائی میں خاموش ، جدا دنیا سے
ایک بے چین سی روح حاضرِ دربار ہوئی
چن لیا جس کا فدا رہتا تھا لمحہ لمحہ
زندگی حُبِّ پیمبرؐ سے تھی سرشار ہوئی
پھر سے عالم میں چمک نیّرِ تاباں سے ہوئی
آمدِ مہدیٔ دوراں کی سزاوار ہوئی

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide

10th December 2010 – 16th December November 2010

Please Note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8875 4272 or +44 20 8875 4273

Friday 10th December 2010

00:00 MTA World News & Khabranama
00:35 Tilawat
00:50 Insight & Science and Medicine Review
01:25 Liqa Ma'al Arab: a regular sitting of Arabic speaking friends with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 31st August 1995.
02:35 Historic Facts
03:05 MTA World News & Khabranama
04:05 Tarjamatul Qur'an class: an in-depth explanation of Qur'anic verses, by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 4th January 1995.
05:10 Huzoor's Jalsa Salana Address
06:05 Tilawat & Dars-e-Hadith
06:25 Historic Facts
07:00 Zinda Log: a programme about the martyrs of Ahmadiyyat.
07:30 Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor.
08:40 Rah-e-Huda
10:05 Indonesian Service
11:00 Tilawat
11:10 Zinda Log: a programme about the martyrs of Ahmadiyyat.
12:00 Live Friday sermon: delivered by Huzoor from Baitul Futuh Mosque, London.
13:15 Dars-e-Hadith
13:45 Bengali Service
14:50 Real Talk
16:00 Khabarnama: daily news in Urdu.
16:20 Friday Sermon [R]
17:25 Huzoor's Ijtema Address
18:05 MTA World News
18:30 Live Arabic Service
20:35 Friday Sermon [R]
21:45 Insight & Science and Medicine Review
22:20 Rah-e-Huda [R]

Saturday 11th December 2010

00:00 MTA World News & Khabranama
00:30 Tilawat
00:40 International Jama'at News
01:15 Liqa Ma'al Arab: rec. on 26th September 1995.
02:15 MTA World News & Khabranama
02:50 Friday Sermon: rec. on 10th December 2010.
04:00 Zinda Log: a programme about the martyrs of Ahmadiyyat.
04:25 Rah-e-Huda
06:05 Tilawat & Dars-e-Hadith
06:35 International Jama'at News
07:10 Zinda Log: a programme about the martyrs of Ahmadiyyat.
07:45 Huzoor's Jalsa Salana Address
08:25 Yassarnal Qur'an
08:50 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra) and Urdu speaking guests. Recoded on 15th June 1996. Part 1.
09:40 Friday Sermon [R]
10:50 Indonesian Service
12:00 Tilawat
12:10 Zinda Log: a programme about the martyrs of Ahmadiyyat.
12:45 Live Intikhab-e-Sukhan: poem request programme.
13:45 Bangla Shomprochar
14:50 Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor.
16:00 Khabarnama: daily news in Urdu.
16:15 Live Rah-e-Huda
17:55 MTA World News
18:10 Yassarnal Qur'an [R]
18:30 Live Arabic Service
20:30 International Jama'at News
21:05 Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor. [R]
22:15 Rah-e-Huda [R]
23:45 Friday Sermon [R]

Sunday 12th December 2010

01:00 MTA World News & Khabranama
01:35 Tilawat
01:45 Liqa Ma'al Arab: a regular sitting of Arabic speaking friends with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 27th September 1995.
02:50 Khabarnama: daily news in Urdu.
03:10 Friday Sermon: rec. on 10th December 2010.
04:20 Zinda Log: a programme about the martyrs of Ahmadiyyat.
04:55 Faith Matters
06:00 Tilawat & Dars-e-Hadith
06:25 Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor.
07:25 Zinda Log
07:45 Faith Matters
09:00 Huzoor's Jalsa Salana Address
09:55 Indonesian Service
11:00 Spanish Service: Spanish translation of Friday sermon. Recorded on 30th November 2007.
12:00 Tilawat
12:10 Yassarnal Qur'an
12:30 Zinda Log: a programme about the martyrs of Ahmadiyyat.
12:50 Bengali Service
14:00 Friday Sermon [R]
15:05 Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor. [R]
16:05 Khabarnama: daily news in Urdu.
16:30 Faith Matters [R]
17:35 Yassarnal Qur'an [R]
18:00 MTA World News
18:30 Live Arabic Service
20:35 MTA Variety
21:30 Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor. [R]
22:30 Friday Sermon [R]
23:35 Ashab-e-Ahmad

Monday 13th December 2010

00:20 MTA World News & Khabranama
00:50 Tilawat
01:05 Yassarnal Qur'an
01:20 International Jama'at News
01:55 Zinda Log: a programme about the martyrs of Ahmadiyyat.
02:10 Liqa Ma'al Arab: a regular sitting of Arabic speaking friends with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 28th September 1995.
03:10 MTA World News & Khabranama
03:50 Friday Sermon: rec. on 10th December 2010.
04:55 Faiths Matters
06:00 Tilawat & Dars-e-Hadith
06:30 International Jama'at News
07:10 Zinda Log: a programme about the martyrs of Ahmadiyyat.
07:40 Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor.
08:40 Rencontre Avec Les Francophones: French mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 7th March 1999.
09:45 Indonesian Service: Indonesian translation of the Friday sermon, delivered on 1st October 2010.
10:45 MTA Variety
11:45 Tilawat
11:55 International Jama'at News
12:30 Zinda Log: a programme about the martyrs of Ahmadiyyat.
13:00 Bangla Shomprochar
14:00 Friday Sermon: rec. on 4th March 2005.
15:05 MTA Variety [R]
16:00 Khabarnama: daily news in Urdu.
16:20 Rah-e-Huda
18:00 MTA World News
18:30 Arabic Service
19:30 Liqa Ma'al Arab: rec. on 3rd October 1995.
20:25 International Jama'at News
21:00 Rah-e-Huda [R]
22:45 Friday Sermon [R]

Tuesday 14th December 2010

00:00 MTA World News & Khabranama
00:35 Tilawat
00:45 Insight & Science and Medicine Review
01:20 Liqa Ma'al Arab: rec. on 3rd October 1995.
02:25 Dars-e-Hadith
02:45 MTA World News & Khabranama
03:20 Rencontre Avec Les Francophones: French mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 7th March 1999.
04:20 Zinda Log: a programme about the martyrs of Ahmadiyyat.
04:50 Huzoor's Jalsa Salana Address
06:00 Tilawat & Dars-e-Malfoozat
06:25 Science and Medicine Review & Insight
07:00 Zinda Log: a programme about the martyrs of Ahmadiyyat.
07:30 MTA Variety
08:00 Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor.
09:15 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 26th March 1995. Part 1.
10:00 Indonesian Service
11:00 Sindhi Service: Sindhi translation of the Friday sermon, delivered on 5th February 2010.
12:05 Tilawat
12:15 Zinda Log: a programme about the martyrs of Ahmadiyyat.
12:40 Science and Medicine Review & Insight
13:15 Bangla Shomprochar
14:15 Khuddamul Ahmadiyya UK Ijtema: concluding address delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Hadhrat, Khalifatul Masih V, on 11th June 2006.
15:00 Yassarnal Qur'an
15:25 Historic Facts
16:00 Khabarnama: daily news in Urdu.
16:25 Rah-e-Huda
18:00 MTA World News
18:30 Arabic Service
19:30 Arabic Service: Arabic translation of Friday sermon delivered on 10th December 2010.
20:35 Science and Medicine Review & Insight
21:05 Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor. [R]
22:10 Khuddamul Ahmadiyya UK Ijtema [R]
22:50 MTA Variety [R]
23:20 Real Talk

Wednesday 15th December 2010

00:05 MTA World News & Khabranama
00:35 Tilawat
00:45 Yassarnal Qur'an
01:05 Dars-e-Malfoozat
01:20 Liqa Ma'al Arab: a regular sitting of Arabic speaking friends with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 29th August 1995.
02:20 Learning Arabic
02:50 MTA Variety
03:20 MTA World News & Khabranama
03:50 Zinda Log: a programme about the martyrs of Ahmadiyyat.
04:20 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 26th March 1995. Part 1.
05:15 Khuddamul Ahmadiyya UK Ijtema: concluding address delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Hadhrat, Khalifatul Masih V, on 11th June 2006.
06:00 Tilawat & Dars-e-Hadith
06:35 Art Class: with Wayne Clements.
07:05 Zinda Log: a programme about the martyrs of Ahmadiyyat.
07:25 MTA Variety
08:20 Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor.
09:15 Question and Answer Session: recorded on 26th March 1995. Part 2.
10:30 Indonesian Service
11:30 Swahili Service
12:20 Tilawat
12:30 Zinda Log
12:50 Friday Sermon: rec. on 11th March 2005.
13:55 Bangla Shomprochar
14:55 Rah-e-Huda
16:30 Khabarnama: daily news in Urdu.
16:45 Faith Matters
18:00 MTA World News
18:15 Arabic Service
19:25 Real Talk
20:05 MTA Variety [R]
21:05 Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor. [R]
21:55 Huzoor's Jalsa Salana Address
22:50 Friday Sermon [R]

Thursday 16th December 2010

00:00 MTA World News & Khabranama
00:35 Tilawat
00:45 Dars-e-Hadith
01:05 Liqa Ma'al Arab: rec. on 5th October 1995.
02:35 MTA World News & Khabranama
03:05 Zinda Log: a documentary about the Martyrs of Ahmadiyyat.
03:30 Friday Sermon: rec. on 11th March 2005.
04:30 Art Class: with Wayne Clements.
05:00 Huzoor's Jalsa Salana Address
06:00 Tilawat
06:15 MTA Sports
07:05 Zinda Log
07:55 Faith Matters: An informative and contemporary English question and answer programme exploring various matters relating to faith and religion.
09:00 Adaab-e-Zindagi
10:10 Indonesian Service
11:10 Pushto Service
11:40 Tilawat
12:00 Zinda Log: a programme about the martyrs of Ahmadiyyat.
13:00 Bengali Service: Bengali translation of the Friday sermon, rec. on 10th December 2010.
14:05 Shotter Shondhane
15:25 Tarjamatul Qur'an class: an in-depth explanation of Qur'anic verses, by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 11th January 1995.
16:00 Khabarnama: daily news in Urdu.
16:20 Yassarnal Qur'an
16:45 Faith Matters [R]
18:00 MTA World News
18:30 Arabic Service
20:30 Faith Matters [R]
21:40 Tarjamatul Qur'an class [R]
22:20 Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor
23:20 Adaab-e-Zindagi

Please note MTA2 will be showing French service & German service at 16:00 & 17:00 (GMT).

Al Fazl International Weekly, London

TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol 17 | Friday 03 December , 2010 | Issue No. 49

آج ہم عیدِ اضحی منا رہے ہیں۔یعنی ایسی عید جو قربانیوں کی عید ہے۔

جب حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہ السلام نے صَدَّقْتَ الرُّؤْيَا کے الفاظ میں اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کی تو ان کی نسل میں سے پیدا ہونے والے عظیم نبی نے ذبحِ عظیم کا عظیم اُسوہ قائم فرما کر اپنے ماننے والوں کی قربانیوں کے بھی وہ معیار قائم فرما دیئے کہ جس نے انہیں رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ کا اعزاز خدا تعالیٰ کی طرف سے بخشوا دیا۔

اس زمانہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ احمدی ہے جس نے دنیا میں انقلاب پیدا کرنا ہے۔جس نے دنیا کو حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی جھولی میں لا کر ڈالنا ہے۔نرمی، پیار، صبر اور دعا سے دنیا کو اسلام کے جھنڈے تلے جمع کرنا ہے۔

وہ وفا اور صبر اور قربانی کے معیار جو حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام نے قائم کئے تھے، اُن کی انتہا حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم پر آ کر ہوئی۔

آج مسیح محمدی کے غلاموں کا بھی یہی کام ہے کہ صبر و وفا کے پیکر بنتے چلے جائیں۔اس سال جو سو (100) کے قریب قربانیاں عشق و وفا کے کھیتوں کو سینچنے کے لئے مسیح محمدی کے غلاموں نے دی ہیں یہ یقیناً اس بات کا ثبوت ہیں کہ ہم عشق و وفا کے میدان میں کبھی پیچھے ہٹنے والے نہیں۔

یہ عید ان قربانی کرنے والوں کی قربانیوں کو یاد رکھتے ہوئے "وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ" کے عہد کی تجدید کی عید ہے۔

اللہ تعالیٰ احمدیوں کی قربانیوں کے عظیم الشان پھل دنیا بھر میں عطا فرما رہا ہے۔

{مسجد بیت الفتوح (لندن) میں احمدیوں کا عید اضحی کا سب سے بڑا اجتماع ۔کم وبیش دس ہزار احمدیوں نے حضرت خلیفة المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی اقتداء میں نماز عید ادا کی ۔ حضور انور کا خطبہ عیدایم ٹی اے کے ذریعہ براہ راست نشر ہوا ۔دنیا بھر میں پھیلے ہوئے کروڑوں احمدیوں نے خطبہ کو سنا اور اجتماعی دعا میں شامل ہوئے }

(لندن۔17؍نومبر 2010ء) سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 17؍نومبر 2010ء بمطابق 17؍نبوت 1389 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح ، لندن (برطانیہ) میں نماز عید الاضحیہ پڑھائی اور بصیرت افروز ، ولولہ انگیز خطبہ عید ارشاد فرمایا۔مسجد بیت الفتوح اور اس کے ملحقہ ہالز میں کم وبیش دس ہزار مرد وخواتین ، بچوں بچیوں نے حضور انور کی اقتداء میں نماز عید ادا کی اور حضور انور کا خطبہ سنا۔حضور انور کے خطبہ کا خلاصہ اپنی ذمہ داری پر ہدیہ قارئین ہے۔ (مدیر)

تشہد وتعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور انور ایدہ اللہ نے سورۃ الصافات کی حسب ذیل آیات (103 تا 109) تلاوت کیں۔ فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ قَالَ يٰبُنَيَّ اِنِّيْ اَرٰى فِي الْمَنَامِ اَنِّيْ اَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَا ذَا تَرٰى۔ قَالَ يٰاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِيْ اِنْشَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِيْنَ۔ فَلَمَّآ اَسْلَمَا وَتَلَّهٗ لِلْجَبِيْنِ۔وَنَادَيْنٰهُ اَنْ يّٰاِبْرَاهِيْمُ۔ قَدْصَدَّقْتَ الرُّءْيَا اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ۔اِنَّ هٰذَا لَهُوَالْبَلٰٓؤُا الْمُبِيْنُ۔ وَفَدَيْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِيْمٍ ۔ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْاٰخِرِيْنَ ۔(الصّٰفّٰت:103تا 109)۔

بعدازاں حضور انور نے فرمایا کہ ان آیات کا یہ ترجمہ ہے کہ پس جب وہ اس کے ساتھ دوڑنے پھرنے کی عمر کو پہنچا، اس نے کہا اے میرے پیارے بیٹے! یقیناً میں سوتے میں دیکھا کرتا ہوں، میں تجھے ذبح کر رہا ہوں۔پس غور کر، تیری کیا رائے ہے۔اس نے کہا اے میرے باپ، وہی کر جو تجھے حکم دیا جاتا ہے۔یقیناً اگر اللہ چاہے گا تو مجھے تو صبر کرنے والوں میں سے پائے گا۔پس جب وہ دونوں رضا مند ہو گئے اور اس نے اسے پیشانی کے بَل لٹا دیا، تب ہم نے اسے پکارا کہ اے ابراہیم! یقیناً تو اپنی رؤیا پوری کر چکا ہے۔ یقیناً اسی طرح ہم نیکی کرنے والوں کو جزا دیا کرتے ہیں۔یقیناً یہ ایک بہت کھلی کھلی آزمائش تھی۔اور ہم نے ایک ذبحِ عظیم کے بدلے اسے بچا لیا۔اور ہم نے بعد میں آنے والوں میں اس کا ذکرِ خیر باقی رکھا۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ آج ہم عیدِ اضحی منا رہے ہیں۔یعنی ایسی عید جو قربانیوں کی عید ہے۔اس قربانی کی یاد میں عید ہے جو آج سے چار ہزار سال پہلے قربانی کے نئے معیار قائم کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کے دو برگزیدوں نے اپنی طرف سے پیش کر دی تھی۔لیکن خدا تعالیٰ نے اس وقت ایک گردن کے خدا تعالیٰ کی راہ میں کاٹنے اور کٹنے کو اس لئے روک کر صَدَّقْتَ الرُّءْيَا ،یعنی تُو نے اپنی خواب پوری کر دی اور گویا گردن کٹوانے کی قربانی قبول ہو گئی، کا اعلان فرمایا تھا کہ اس ایک گردن کٹنے کی بجائے اللہ تعالیٰ ذبحِ عظیم کی مثال قائم کرنا چاہتا ہے۔ایسی ذبحِ عظیم جس کا معیار ایک گردن کٹوانے سے بہت بلند ہونے جا رہا تھا۔جب وہ عظیم نبی پیدا ہونا تھا،جس نے نہ صرف خود خدا تعالیٰ کی راہ میں ہر وقت اپنی جان کا نذرانہ پیش کرنے کے لئے تیار اور مستعد رہنا تھا۔ بلکہ اپنے ماننے والوں میں بھی وہ روح پھونکنے والا تھا جو ہر لمحہ قربانیوں کے نئے سے نئے معیار قائم کرنے والے بنتے چلے جانے والوں کی روح تھی۔اور پھر چشمِ فلک نے دیکھا کہ قربانیوں کے عجیب رنگ قائم ہوتے چلے گئے۔معیارِ قربانی کی عجیب مثالوں کے نمونے ابھرنے لگے۔ان قربانیوں میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی کوشش کرنے میں آنحضرت ﷺ کے صحابہ یہ سوچ رکھتے تھے کہ ہمارا پیارا خدا ہمارے اس عمل سے راضی ہو۔اگر صبر اور حوصلے کی قربانی دینی ہے تو یہ لوگ اپنے آقا ﷺ کے اُسوہ پر چلنے کی کوشش کرتے ہوئے ہر لمحہ تیار تھے۔اگر مال کی قربانی کا وقت آیا تو رسولِ خدا ﷺ کے تربیت یافتہ ایک دوسرے سے بڑھ کر تیار تھے۔اگر جان کی قربانی کا وقت آیا تو ایسے نمونے قائم ہوئے کہ انسان حیرت میں ڈوب جاتا ہے۔ان کی جان کی قربانی کے شوق کو دیکھ کر اس حالتِ شوق کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں ایک جگہ یوں فرمایا ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔وَاَعْيُنُهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ حَزَنًا اَلَّا يَجِدُوْا مَا يُنْفِقُوْنَ (التوبة:92) اور ان کی آنکھیں اس غم سے آنسو بہا رہی ہوتی ہیں کہ وہ کچھ نہیں رکھتے جسے وہ خرچ کریں۔

حضور نے فرمایا کہ یہ خرچ صرف مال کا خرچ نہیں ہے بلکہ اللہ کی راہ میں جب جہاد کے لئے کہا گیا تو اس وقت یہ حالت تھی۔سفر لمبا تھا تو سواری کی ضرورت تھی جو ان لوگوں کو میسر نہیں تھی۔غریب لوگ تھے۔ بلکہ ان کی غربت کی یہ حالت تھی کہ ان کے پاؤں میں جوتی بھی نہیں تھی۔اور بعض روایات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ان کا یہ مطالبہ تھا کہ ہمیں جوتی ہی مل جائے تو ہم بھی اس لمبے سفر میں پیدل ہی ساتھ چل پڑیں۔ہمیں سواری کے لئے گھوڑا نہیں چاہئے، ہمیں اونٹ نہیں چاہئے، ہم تو صرف اتنا مطالبہ کرتے ہیں کہ جوتی ہی مل جائے تو ہم سفر میں ساتھ شامل ہو جائیں۔لیکن اس ابتدائی زمانے میں اتنی بھی توفیق نہیں تھی کہ تمام صحابہ کو، ایسے غریب صحابہ کو جوتیاں ہی میسر کر دی جاتیں جو اپنی جانیں قربان کرنے کے لئے بے چین تھے۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، کہ یہ یقیناً وہ مومن تھے جو قربانی کا شوق رکھنے والے ہیں۔ جب ان کو یہ انکار ہوا کہ جماعتی طور پر ہم تمہارے لئے نہ ہی جوتیاں میسر کر سکتے ہیں نہ کسی قسم کی سواری۔اگر خود انتظام کر سکتے ہو تو کر لو، اس پر ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے کہ کاش ہم اس قابل ہوتے تو ہم بھی یہ ثابت کرتے کہ ہم بھی کسی قسم کی قربانی سے ڈرنے والے نہیں۔ یہ مال اور جان خدا کا ہے۔ہم تو اسے قربان کرنے کے لئے ہر وقت بے چین ہیں۔اور پھر موقع ملنے پر ان لوگوں نے ثابت کر دیا کہ وہ غلط نہیں تھے، وہ بہانے بنانے والے نہیں تھے۔ پس قربانی کرنے کی خواہشات اور عمل نے ہی ان کو وہ مقام دلوایا جب اللہ تعالیٰ نے ان کو اس سند سے نوازا کہ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ اللہ ان سے راضی ہوا۔ پس جب حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہم السلام نے صَدَّقْتَ الرُّءْيَا کے الفاظ میں اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کی تو ان کی نسل میں سے پیدا ہونے والے عظیم نبی نے ذبحِ عظیم کا وہ عظیم اسوہ قائم فرما کر اپنے ماننے والوں کی قربانیوں کے بھی وہ معیار قائم فرما دیئے کہ جس نے انہیں رضی اللہ عنھم کا اعزاز خدا تعالیٰ کی طرف سے بخشوا دیا۔پس یہ عشق و وفا کے کھیت ہیں جو قربانیوں کے معیار قائم کرتے ہوئے پنپتے چلے گئے۔اللہ تعالیٰ نے ان قربانیوں کے بدلے دنیاوی ساز و سامان بھی پھر بعد میں مہیا فرما دیئے۔ملک بھی عطا فرما دیئے، حکومتیں بھی عطا فرما دیں۔

باقی صفحہ نمبر 11 پر ملاحظہ فرمائیں